جشنِ عید میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی شرعی حیثیت
مؤلف
نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی
عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی
مُحشی
فاضل نوجوان مولانا افضل ضیائی
ناشر
اعظمی پبلشرز
دار العلوم صادق الاسلام 10/483 لیاقت آباد، کراچی۔
فون: 021-4923804

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

/makhtarraza1011

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نام کتاب	:	جشن عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت
مصنف	:	نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی
صفحات	:	۱۰۴
سن اشاعت بار اوّل	:	ربیع الاوّل شریف ۱۴۲۶ھ بمطابق اپریل ۲۰۰۵ء
تعداد بار اوّل	:	۱۰۰۰
سن اشاعت بار ثانی	:	صفر المظفر ۱۴۳۰ھ بمطابق فروری ۲۰۰۹ء
تعداد بار ثانی	:	۱۵۰۰ تقریباً
سن اشاعت بار ثالث	:	صفر المظفر ۱۴۳۱ھ بمطابق فروری ۲۰۱۰ء
تعداد بار ثالث	:	۱۰۰۰ تقریباً
ناشر	:	اعظمی پبلشرز دار العلوم صادق الاسلام

10/483 لیاقت آباد کراچی فون 021-4923804

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ

وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

ترجمہ کنز الایمان: "اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے" (پارہ ۱۷، سورہ انبیاء، آیت ۱۰۷)

کسی پر رحم کرنے کے لئے چار باتیں لازم ہیں:

سب سے پہلے تو یہ امر لازم ہے کہ رحم کرنے والا زندہ ہو مردہ نہ ہو۔ کیوں کہ مردہ رحم نہیں کرسکتا بلکہ وہ تو خود رحم کا طالب و مستحق ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر حضور اکرم ﷺ معاذ اللہ زندہ نہ ہوں تو رحمۃ للعالمین نہیں ہو سکتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ رحم کرنے والے کا صرف زندہ ہونا کافی نہیں بلکہ جس پر رحم کرے گا اس کی حالت سے باخبر ہونا بھی ضروری ہے کیوں کہ جب تک رحم کرنے والا مرحوم کے حال سے باخبر نہ ہو گا رحم نہیں کرسکتا۔ لہٰذا حضور اقدس ﷺ کا عالم ما کان و ما یکون ہونا بھی ضروری ہے۔ آیت قرآنی کی روشنی میں حضور رحمۃ للعالمین ہیں تو حضور ﷺ کو اللہ کے سوا پوری کائنات اور کائنات میں موجود تمام مخلوقات کے حال کا علم بھی ضروری ہے، کیوں کہ تمام کائنات اور مخلوقات کے حالات کو جانے بغیر حضور ﷺ رحمۃ للعالمین نہیں ہو سکتے۔ جب کہ حضور ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا نص سے ثابت ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ صرف عالم یا باخبر ہونے سے بھی کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم (جس پر رحم کرنا ہو) تک اپنی رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار نہ رکھتا ہو۔

چوتھی بات یہ کہ کسی پر رحم کرنے کے لئے صرف قدرت و اختیار بھی کافی نہیں بلکہ کسی پر رحم

کرنے کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو اور مرحوم راحم کے قریب ہو۔ چنانچہ پروردگار عالم نے اپنے محبوب کو اَلنَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ کی صفت سے سرفراز فرمایا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ تمام عالم کے قریب اس وقت ہو سکتے ہیں کہ جب اعلیٰ درجے کے نورانی، روحانی اور لطیف ہوں چونکہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے ان کا تمام جہانوں سے قریب ہونا ضروری ہے اس لئے ان کا روحانی، نورانی اور لطیف ہونا بھی ضروری ہوا۔ غرض اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کی ایک صفت رحمۃ للعالمین میں مذکورہ بالا پانچوں صفتیں جمع فرمادیں لیکن حضور ﷺ سے بغض وعناد رکھنے والوں کے بغض کو ظاہر فرمانے کے لئے تمام صفات جداگانہ بیان فرما کر خاک آلود فرما دیا۔

ایک آیت سے پانچ مسئلے وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئے۔ یعنی حضور ﷺ تمام عالم کے لئے رحمت فرمانے والے ہیں لہٰذا زندہ ہیں اور تمام کائنات کے حالات وکیفیات کے عالم بھی ہیں اور ساتھ ہی عالم کے ہر ذرے تک اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ تمام عالم کو محیط اور تمام کائنات کی ہر شئے سے قریب بھی ہیں نیز ایسے روحانی، نورانی اور لطیف ہیں کہ جس کی بناء پر آپ کا کسی ایک چیز سے قریب ہونا دوسری چیز سے بعید ہونے کو مستلزم نہیں بلکہ بیک وقت تمام افراد عالم سے یکساں قریب ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے [1]

محبت رسول ﷺ

اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محبت اختیاری چیز نہیں ہے بلکہ دل کی ایک اضطراری کیفیت کا نام ہے، لہٰذا محبت رسول

[1] امام احمد رضا حدائق بخشش دوم ص ۹۲ رضا اکیڈمی بمبئی

ﷺ کے وجوب کا حکم قرآن کی اس آیت سے متصادم ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو ایسی چیز کا مکلف نہیں کرتا جو اس کے حدود واختیار سے باہر ہو۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا (پارہ ۳، سورہ بقرہ، آیت ۲۸۶)

ترجمہ:۔ اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر (کنز الایمان)

اس سلسلے میں عرض ہے کہ محبت غیر اختیاری ہونے کے باوجود خود بخود پیدا نہیں ہو جایا کرتی بلکہ وہ چند اسباب ومحرکات کے ساتھ منسلک ہے، فطرت انسانی کے رجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے محبت کے مندرجہ ذیل اسباب ومحرکات ہو سکتے ہیں۔

پہلا سبب:۔ حسن وزیبائی

اس پیکر جمیل کے حسن وزیبائی کا کیا کہنا جس نے ایک نظر دیکھ لیا شیفتہ ہو گیا۔ حسن یوسف کی چہار دانگ عالم میں شہرت ہے لیکن وہ خود سرکار ﷺ کے نمکدان حسن سے ملاحت کی بھیک مانگتا ہے۔

وَ دَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجاً مُّنِیْراً (پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۴۶)

ترجمہ:۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (کنز الایمان)

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری علیہ رحمۃ الباری مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خود سرور دو عالم ﷺ فرماتے ہیں انا املح و اخی یوسف اصبح یعنی میں سب سے زیادہ ملیح ہوں اور میرے بھائی یوسف علیہ السلام بہت گورے ہیں۔ [۱]

حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال شہرۂ آفاق کو ہے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ و السلام حسن و جمال کے ساتھ نہایت ملیح ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں اِن نبیکم صبیح الوجہ کریم الحسب حسن الصوت بے شک تمہارے نبی ﷺ نمکین حسن، اعلیٰ نسب، اچھی آواز والے ہیں۔ [۲]

چنانچہ امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی اس کی ترجمانی بایں الفاظ

[۱] مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۵، تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۵۷ [۲] خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۶

بیان فرماتے ہیں:

حسن یوسف پہ کٹی مصر میں انگشت زناں — سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم — وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) [1]

اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ما رایت شیأ احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت و حسین کوئی چیز نہیں دیکھی گویا سورج آپ کے چہرۂ اقدس میں گردش کر رہا ہے۔ [2]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أنظر إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و إلی القمر و علیہ حلة حمر آء فإذا ھو أحسن عندی من القمر

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار دیکھتا اور ایک نظر چاند کی طرف کرتا اور آپ پر دھاری دار سرخ جوڑا تھا تو میرے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت و حسین ہیں۔ [3]

امّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن نرالا اور بدن نورانی تھا **لم یصفہ واصف قط الا شبہ وجھہ بالقمر لیلة البدر**

یعنی آپ کا وصف بیان کرنے والا چودھویں کے چاند ہی سے تشبیہ دیتا۔ [4]

رئیس الملائکہ سیدنا جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

قلبت مشارق الأرض و مغاربھا فلم أر رجلا أفضل من محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: میں نے تمام مشارق و مغارب کا چکر لگایا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و حسین کوئی آدمی نہ دیکھا۔

---

[1] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۲۸، ۸۷ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی [2] ترمذی کتاب المناقب باب فی صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مشکوۃ ص ۵۱۸ [3] ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی الرخصة فی لبس الحمرة للرجال، مشکوۃ ص ۵۱۷، دارمی فی المقدمة باب فی حسن النبی صلی اللہ علیہ وسلم [4] خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۷

اس حدیث کو خود امام الدیابنہ' ان کے حکیم الامۃ اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب نشر الطیب ص ۱۴ میں نقل کیا ہے۔ اسی مضمون کو شیخ سعدی شیرازی علیہ رحمۃ الباری نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

آفاقہا گردیدہ ام مہر تاباں ورزیدہ ام　　بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

بلکہ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے تو کمال ہی کر دیا فرماتے ہیں:

لم یظھر لنا حسنه ﷺ لأنه لو ظھر لنا تمام حسنه لما أطاقت أعیننا رویته ﷺ

ہمارے لئے حضور اقدس ﷺ کا مکمل حسن ظاہر نہ ہوا کیونکہ اگر آپ ﷺ کا تمام حسن ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں حضور ﷺ کو دیکھنے کی طاقت ہی نہ رکھتیں۔

اسی بناء پر علامہ معین کاشفی علیہ الرحمہ معارج النبوت رکن دوم میں فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت جل جلالہ نے حضور ﷺ کے حسن و جمال پر ستر ہزار پردے ڈال دیئے تاکہ آپ کے دیدار سے لوگ شرف یاب ہو سکیں ورنہ کس کی آنکھ تھی جو حضور ﷺ کے اصلی جمالِ جہاں آرا اور آپ کے حسن کا مشاہدہ کر سکتی۔[1]

یہ مختصر حضور ﷺ کے حسن و جمال کا بیان ہے ورنہ تو صرف آپ کے حسن و جمال پر ایک مکمل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ و الرضوان کے ان الفاظ پر سب کا قلم ٹھہر جاتا ہے فرماتے ہیں:

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ　　ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ[2]

دوسرا سبب:۔ رشتۂ قرابت

میرے آقا کا قرب رگ جاں سے بھی زیادہ ہے، قرآن مجید میں مسلمانوں سے خطاب کیا گیا ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ (پارہ ۲۱، سورہ احزاب، آیت ۶)

ترجمہ کنز الایمان: نبی تمہاری جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

---

[1] معارج النبوت ص ۱۱۸
[2] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۱۵۶ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

اس آیت مبارکہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ نبی مؤمنوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت نزدیک ہیں یعنی خود مومنوں کی جانیں ان سے اتنی قریب نہیں جتنا کہ نبی کریم ﷺ ان سے قریب ہیں یہ قرب صرف صحابہ کرام تک نہ تھا بلکہ قیامت تک آنے والے تمام مومنوں کو شامل ہے چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمہ والرضوان اپنی صحیح بخاری میں بیان فرماتے ہیں

ما من مؤمن اِلا و أنا أولیٰ الناس بہٖ فی الدنیا و الآخرۃ

دنیا وآخرت میں عام انسانوں کی بہ نسبت میں ہر مؤمن کے زیادہ قریب ہوں۔[1]

اور علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: **النبی أولیٰ أی أحق و أقرب إلیھم من أنفسھم** نبی مؤمنوں کی جانوں سے زیادہ حقدار اور ان کے زیادہ قریب ہیں۔[2]

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں اس آیت کا ترجمہ فارسی میں یوں فرماتے ہیں:

پیغمبر نزدیک تر است بمؤمناں از ذات ہائے ایشان

ترجمہ: پیغمبر مؤمنوں کی ذات سے بھی زیادہ مؤمنوں کے قریب ہیں۔[3]

امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا محدث بریلوی فتاوی رضویہ کے حاشیہ میں رقم طراز ہیں:

''اللہ جل جلالہ کا ولی و والی جملہ عالم ہونا ظاہر اور اس کی خلافت سے حضور پرنور سید عالم خلیفہ اعظم ﷺ کی ولایت بھی ہر شی پر ہے (حتیٰ کہ) خود جنین (پیٹ کے بچے) پر حضور اقدس ﷺ کی ولایت فقیر قرآن عظیم اور حدیث صحیح سے ثابت کرسکتا ہے آیت تو قول الٰہی **النبی أولیٰ الآیۃ** جس میں ارشاد ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مسلمان پر اس کی جان سے زیادہ ولی و والی و مولیٰ ومختار وصاحب تصرف واقتدار ہیں اور شک نہیں کہ جنین بھی انسان ہے اور وہ کافر نہیں رسول ﷺ کے فرمان **کل مولود الخ** اور حدیث یہ کہ......رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **ألله و رسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ** جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کے ولی و والی و مولی اللہ و رسول

---

[1] بخاری ص ۷۰۵ ج ۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی
[2] روح المعانی ص ۱۵۱ ج ۲۱
[3] مدارج النبوۃ ص ۸۱ ج ۱ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر

ہیں جل جلالہ وعلاو ﷺ رواہ الترمذی و حسنہ و ابن ماجہ عن أمیر المؤمنین الفاروق رضی اللہ عنہ [1]

دیوبندی مکتب فکر کے امام الطائفہ قاسم نانوتوی تحذیر الناس میں اسی آیت کے متعلق لکھتے ہیں:

''جس کے معنی یہ ہیں کہ نبی نزدیک ہے مؤمنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے یعنی ان کی جانیں ان سے اتنی نزدیک نہیں جتنا نبی ان سے نزدیک ہے اصل معنی اولیٰ کے اقرب ہیں۔ [2]

اب تو حاضر و ناظر کا مسئلہ بھی اتنا روشن ہوگیا کہ اس دلیل کے سامنے آفتاب نیمروز بھی ماند نظر آتا ہے اس عبارتِ نانوتوی کے تناظر میں مسئلہ حاضر و ناظر پر شرک کا فتویٰ لگاؤ تو پوری دیوبندیت شرک کے شکنجے میں آجائے گی۔

پیرائیہ محسوس میں قرآن نے اپنے محبوب کے اس رشتۂ قرب کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے کہ سرکار ﷺ کی پاک بیبیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (پارہ ۲۱، سورہ احزاب، آیت ٦)

ترجمہ کنز الایمان: اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

تنگ ٹھہری ہے رضاؔ جس کے لئے وسعت عرش بس جگہ دل میں ہے اس جلوۂ ہر جائی کی [3]

تیسرا سبب:۔ سخاوت وفیاضی

حضور ﷺ کی سخاوت وفیاضی کے محیر العقول واقعات آج بھی کتابوں میں موجود ہیں خود فاقے سے رہے لیکن دوسروں کو آسودہ (شکم سیر) رکھا ان کے دربار میں زبان کھولنے کی بھی ضرورت نہیں، بے مانگے ملتا تھا اور بلاشبہ آج بھی سرکار ﷺ اپنے حریمِ اقدس سے سارے جہاں کو سیراب فرما رہے ہیں۔

☆ اس اعرابی کا واقعہ اس بات کی روشن دلیل ہے جس نے سواری کے لئے اونٹ اور زادراہ

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۴، ۵۵ مطبوعہ رضویہ کراچی [2] تحذیر الناس ص ۱۰، ۲۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی
[3] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۹۷ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

مانگا (طبرانی) اور ربیعہ بن کعب اسلمی کو جنت میں رفاقت عطا فرمائی۔ [۱]

☆ قحط میں حضور سے بارش طلب کی گئی تو کثرتِ باران عطا فرمائی پھر کثرتِ باران سے نقصانات ہونے لگے تو بارش کی بندش کا مطالبہ ہوا تو بارش کو گرد مدینہ منورہ کا حکم دے کر مدینہ منورہ میں بارش کو بند فرمادیا۔ [۲]

☆ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قوت حافظہ مانگا تو آپ نے انھیں قوتِ حافظہ عطا فرمایا۔ [۳]

☆ ایک عورت نے اپنے بچہ کی تندرستی مانگی تو حضور ﷺ نے اسے تندرستی عطا فرمائی۔ [۴]

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کثرت اولاد و مال عطا فرمایا۔ [۵]

☆ حضرت خزیمہ کو دو شہادتوں کا درجہ عطا فرمایا۔ [۶]

☆ ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کو چھ ماہ بکری کے بچے کی قربانی کرنے کی خصوصیت عطا فرمائی [۷]

اس کے علاوہ بے شمار واقعات ہیں جس سے حضور کی سخاوت و فیاضی کی نمایاں شان نظر آتی ہے۔ امام اہلسنت انہیں فیاضیوں کی ترجمانی فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں ۔۔۔ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے ۔۔۔ دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا ۔۔۔ بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا ۔۔۔ ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

آسماں خواں زمین خواں زمانہ مہمان ۔۔۔ صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کردیا ۔۔۔ موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا ۔۔۔ دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

---

[۱] مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب السجود و فضله الفصل الاول [۲] بخاری کتاب الجمعة باب الاستسقاء فی الخطبة یوم الجمعة [۳] بخاری ج۱ ص۲۲ [۴] بیہقی، خصائص کبریٰ ص۷۰ ج۲

[۵] بخاری کتاب الدعوات باب قول الله تبارک و تعالیٰ و صلی علهیم، مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل انس [۶] ابوداؤد کتاب القضاء باب اذا علم الحکم صدق شهادة الواحد، نسائی، ابن ماجہ

[۷] بخاری کتاب الاضاحی باب قول النبی ﷺ لابی بردة ضح بالجدع من المعز الخ ج۲ ص۸۳۲، مسلم

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے   بتاؤ اے مفلسو! کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا   نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا   نہ یہاں نا ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے [۱]

چوتھا سبب: مشکل کشائی

اس وصف میں بھی حضور ﷺ سارے جہاں میں بے مثال و یکتا ہیں۔

ایک عورت اپنے بیمار بچے کو لے کر حاضر ہوئی حضور ﷺ نے دعا فرمائی وہ بچہ صحت یاب ہو گیا۔[۲]

امام اہلسنت کے برادر محترم شہنشاہ سخن حضرت حسن بریلوی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں:

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد انکا سوالی ہے
لبوں پر التجا ہے ہاتھ میں روضہ کی جالی ہے

صحابی رسول حضرت عکاشہ بن محصن نے بلا حساب جنت میں داخلہ مانگا حضور ﷺ نے عطا فرمادیا۔ [۳]

ایک صاحب نے دو نماز کی شرط پر اسلام قبول کرنا چاہا حضور ﷺ نے حاجت روائی فرماتے ہوئے اس کی یہ شرط قبول فرمائی۔ [۴]

فریاد امتی جو کرے حال زار میں   ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو [۵]

پانچواں سبب: فضل وکمال

انسانوں کا یہ وصف خدا ہی کا عطیہ ہے لیکن میرے سرکار ﷺ کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ان پر فضل عظیم ہے۔

وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْکَ عَظِيْماً (پارہ ۵، سورہ نساء، آیت ۱۱۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

حضور سرور انبیاء ﷺ کا فضل وکمال، قدرت واختیار، عظمت ورفعت اور آپ ﷺ کے مرتبہ و

---

[۱] امام احمد رضا حدائق بخشش
[۲] بیہقی، خصائص کبریٰ ص ۷۰ ج ۲
[۳] بخاری، مسلم ص ۱۱۶ ج ۱
[۴] مسند احمد عن نصر بن عاصم
[۵] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۸۱ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

مقام کا ادراک انسان کی سرحدِ عقل سے باہر ہے۔ سردار ملائکہ، نوری مخلوق کے بادشاہ حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوۃ والتسلیم سے حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل! تم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ **فانتقض** یہ سن کر حضرت جبرئیل کانپ اٹھے اور عرض کرنے لگے میرے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے درمیان تو ستر نور کے پردے حائل ہیں اگر میں ان میں سے کسی ایک کے قریب بھی جاؤں گا تو **لاحرقتُ** تو میں جل کر خاکستر ہو جاؤں گا۔ [۱]

اسی طرح ترمذی میں حضرت اسرافیل علیہ السلام کے متعلق ہے۔ [۲]

محمد سر وحدت ہے کوئی رمز ان کی کیا جانے　　شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

اور امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری　　حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناخواں کی خامشی　　چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا　　خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے [۳]

چھٹا سبب:۔ محبت

حجرہ مبارکہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے لے کر صحرائے مدینہ منورہ کی ضوء پاشیاں ایک ایک ذرہ شاہد عدل ہے کہ حضور ﷺ کے تئیں اپنی امت سے زیادہ اور کوئی چیز محبوب نہیں تھی۔ سفر معراج سے لے کر عالم نزع تک خوشی اور کرب کے کسی مرحلے میں بھی امت کی فکر ایک لحہ کے لئے بھی اوجھل نہیں ہوئی۔

خود پروردگارِ عالم آقائے دو جہاں ﷺ کی مؤمنوں پر جو رحمت ہے کا ذکر فرماتا ہے **بالمؤمنین رؤف رحیم** (پ ۱۱ سورہ توبہ آیت ۱۲۸) حضور ﷺ مؤمنوں پر انتہائی مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔

مؤمنوں کی ذرا سی بے چینی اور تکلیف رحمت للعالمین ﷺ کو بے قرار کر دیتی ہے جس پر قرآن مقدس کے یہ سنہرے کلمات گواہ ہیں کہ مسلمان پر ذرا سی مشقت بھی حضور ﷺ کے

---

[۱] مصابیح، ابو نعیم حلیہ　[۲] ترمذی　[۳] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۱۰۹ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

لئے گوارا نہیں **عزیز علیه ما عنتم** (پ ۱۱ سورہ توبہ آیت ۱۲۸) جن پر تمھارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ صرف مؤمنوں ہی پر مہربان نہیں بلکہ کفار بھی آپ کی رحمت سے محروم نہیں ورنہ گذشتہ امتوں پر ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب آجاتا مگر رحمۃ للعالمین کی وجہ سے عذاب آنا بند ہوگیا۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

نجدی! اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی [1]

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پر کمال محبت وشفقت ہی تو تھی کہ وہ بھی پکار اٹھے:

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

تیرے ٹکروں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا [2]

خاص طور پر مؤمنوں سے حضور ﷺ کی محبت وشفقت کا عالم یہ ہے کہ ہر وقت فکر امت میں ہیں اور رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کرتے رہتے ہیں رب هب لی أمتی. پیدا ہوئے تو یہی کلمات وردِ زبان ہیں خلیفۂ امام اہلسنّت حضرت صوفی جمیل الرحمٰن قادری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

رب ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے حق نے فرمایا کہ بخشا الصلاۃ و السلام

امام اہلسنّت فرماتے ہیں۔

پہلے سجدے پہ روز ازل سے درود یادگاری امت پہ لاکھوں سلام

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضاؔ یاد اس کی اپنی عادت کیجیے [3]

غرض ہر وقت امت کا غم دامنگیر ہے خواہ معراج کی عظیم الشان عنایاتِ ربانی ہو اس وقت بھی سرورِ عالم ﷺ نے اپنی امت کو یاد رکھا حتیٰ کہ ظاہری طور پر دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد قبرِ انور میں بھی یاد رکھا چنانچہ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں" آپ کی قبرِ انور سے جو آخر میں نکلے وہ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں وہ فرماتے

---

[1] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۹۶ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی [2] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۴ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی
[3] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۴۵ ح ۲، ۱۴۴ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

ہیں کہ حضور ﷺ کے چہرۂ انور کی جب آخری زیارت ہم نے کی تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے لبہائے مبارک ہل رہے ہیں ہم نے اپنا کان قریب کیا تو سنا کہ حضور ﷺ رب ھب لی اُمتی فرما رہے ہیں۔ قربان جایئے اپنے محبت فرمانے والے مہربان آقا و مولیٰ پر جو ہمیشہ ہم گنہگاروں کی فکر میں رہے امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ امت کے گناہوں کے غم میں حضور ﷺ پوری پوری رات آرام سے نہیں سوتے کبھی ایسا ہوتا کہ رات رات بھر ہم لوگوں کے لئے خدائے تعالیٰ سے دعائیں مانگتے اور بخشش کے انتظار میں روتے رہتے۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اشک شب بھر انتظارِ عفوِ امت میں بہیں میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ [۱]

یہاں تک کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ (پارہ ۳۰، سورہ ضحیٰ، آیت ۵)

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:۔ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا۔ [۲]

محبوب کے اس ناز کے پیچھے جھانک کر دیکھو تو رحمت و محبت کا ایک دریائے ناپیدا کنار موجزن ہے، اب عقل و نقل اور عادت و فطرت کے تمام تقاضوں کو سامنے رکھ کر انصاف سے بتاؤ کہ محبت کے سارے اسباب و محرکات ایک ساتھ جس پیکر وجود میں مجتمع ہو گئے ہیں، آدمی اس سے محبت نہیں کرے گا تو کس سے کرے گا، بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان اسباب و محرکات کی موجودگی میں کوئی قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے آپ کو اس پر شیفتہ و شیدا ہونے سے روک سکے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے [۳]

---

[۱] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۸۲ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی
[۲] خزائن العرفان
[۳] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۱۱۱ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

درود وسلام کی حکمت

خدااوراس کے فرشتوں کی طرف تو صرف درود کا بھیجنا منسوب ہے لیکن اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ تم درود بھی بھیجواور سلام بھی۔

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ اوراس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (پارہ ۲۲، سورہ احزاب، آیت ۵۶)

حضرت امام ابوالقاسم القشیری اپنے رسالہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے تجھ میں دس ہزار کان پیدا کیے یہاں تک کہ تو نے میرا کلام سنا اور دس ہزار زبانیں پیدا کیں یہاں تک کہ تو نے مجھ سے کلام کیا لیکن تو مجھے سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوگا جب تو محمد ﷺ پر کثرت سے درود بھیجے گا۔

غور کا مقام یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جن کو اللہ تعالیٰ نے شرف کلام بخشا ان کو بھی رب تبارک وتعالیٰ اپنا محبوب ومقرب اس شرط پر بنائے گا کہ وہ نبی کریم علیہ التحیۃ و التسلیم پر بکثرت درود بھیجیں۔ اسی بات کو امام اہلسنّت کے والد ماجد علامہ مفتی نقی علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان بایں الفاظ بیان فرماتے ہیں:

ازل سے پروردگار تقدس وتعالیٰ نے اس جناب پر بڑے درجے کی کامل رحمت اپنی نازل فرمائی اور حضرت موسیٰ جیسے پیغمبر اولوالعزم کو حکم کیا، اگر تجھے میری نزدیکی مطلوب ہے تو محمد ﷺ پر درود بہت بھیجا کر اور اسے ام البشر حوا کا مہر مقرر کرکے ابوالبشر آدم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا مہر حوا کا یہی ہے کہ تو محمد ﷺ پر دس بار درود بھیجے۔ اور بڑے بڑے مقرّب فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں اور ہر روز ستّر ہزار فرشتے صبح سے شام تک اور ستّر ہزار شام سے صبح تک اسی کام پر مقرّر رہیں کہ آپ کی قبرِ مبارک پر حاضر ہوکر درود پڑھتے رہیں۔

غور کا مقام یہ ہے کہ آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اوراس کے فرشتے کے صرف درود بھیجنے کا

ذکر ہے جبکہ مؤمنوں کو درود و سلام دونوں ہی بھیجنے کا حکم ہے۔

آخر اس تفریق و امتیاز میں کون سی حکمت مضمر ہے۔ عرفائے تفسیر فرماتے ہیں کہ لفظ سلام کا مفہوم سلامتی کے ہیں اس لئے جو شخص سلامتی کا مستحق نہیں ہے اسے سلام کرنا صحیح نہیں ہے اور جسے سلام کا مستحق سمجھ کر سلام کرلیا جائے تو لازم ہے کہ اسے کسی طرح کی ایذا نہ پہنچائی جائے۔

چونکہ خدائے عزّ وجلّ اور فرشتوں کے بارے میں نبی علیہ السلام کو ایذا پہنچانے کا امکان ہی معدوم ہے اس لئے درود پر ہی انحصار کیا گیا لیکن چونکہ بندوں سے اس کا امکان تھا اس لئے ان پر لازم کردیا کہ درود کے ساتھ ساتھ نبی پر سلام بھی بھیجیں۔ یعنی نبی پر سلام بھیج کر دوسرے لفظوں میں اس بات کا اقرار کریں اور اس امر کا اپنے آپ کو پابند بنائیں کہ وہ زبان، قلم، جوارح، ارادۂ قلب، اشارہ، کنایہ، استلزام کسی طرح بھی نبی علیہ السلام کو ایذا نہ پہنچائیں گے۔

چند حوالے درود و سلام کو شرک و بدعت کہنے والوں کے اور خصوصاً ندا کے الفاظ:

۱۔ حضور ﷺ کے صحابہ اور شجر و حجر درود و سلام اس طرح پڑھتے تھے "الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"[۱]

۲۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد "الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ" پڑھتے تھے۔[۲]

۳۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں: ہمارے بزرگان دین "الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ" پڑھنا مستحب جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا حکم دیتے ہیں۔[۳]

۴۔ دیوبندیوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔[۴]

محفلِ میلاد شریف

چند آدمیوں کا ایک مجلس میں جمع ہو کر حضور اکرم ﷺ کی پیدائش آپ کے نسب و

۱۔ فتاوی علمائے اہل حدیث ص ۱۵ ج ۹

۲۔ ماہنامہ حرمین اہلحدیث جہلم جنوری ۱۹۹۲ء

۳۔ الشہاب الثاقب ص ۶۵

۴۔ امداد المشارق ص ۵۹

خاندان، آپ کے فضائل و کمالات اور آپ کے معجزات کا بیان کرنا اور آخر میں آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا۔ پھر دعا پر اس مجلس کو ختم کرنا۔ اسی قسم کی مجالس اور جلسوں کا نام "محفلِ میلاد شریف" ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کے مضامین بہت سی آیتوں میں بیان کئے گئے ہیں جن کو میلاد شریف میں بیان کیا جاتا ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ سے بغاوت کیوں؟

یہ روز سعید اس ہمہ گیر اور عظیم البرکت انقلاب سے نوع انسانی کو متعارف کرانے کے لئے منایا جانا ضروری ہے، جس انقلاب نے انسانی زندگی کے ہر گوشے کو اپنے انوار سے رشکِ صدِ طور بنایا جس انقلاب کے جلو میں آتش انتقام کے شعلے جنوں کے طوفان، بربادیوں کے کھنڈر اور تباہیوں کے ویرانے نہیں تھے بلکہ اس کے لبوں پر ایسی روح پرور مسکراہٹیں تھیں جن سے غمزدہ دل پھولوں کی طرح شگفتہ ہو گئے۔ وہ کسی کو ذلیل کرنے کے لئے، کسی کی قبائے کرامت کو تار تار کرنے کے لئے کسی کو محرومیوں کے سخت اندھیروں میں دھکیلنے کے لئے نہیں آیا تھا، بلکہ گرے ہوؤں کو اٹھانا، گرتے ہوئے کو سنبھالنا، گمراہی کی تاریکیوں میں صدیوں سے بھٹکنے والے انسانی قافلے کو نور ہدایت سے منزل مقصود تک پہنچانا اس انقلاب کے داعی ﷺ کی زندگی کا مقصد وحید تھا۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مصطفےٰ رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یہ کفر و شرک کی نیویں ہلانے آئے ہیں — یہ شرک و کفر کی تعمیریں ڈھانے آئے ہیں
جو گر رہے تھے انہیں نائبوں نے تھام لیا — جو گر چکے ہیں یہ ان کو اٹھانے آئے ہیں
یہ بھولے بچھڑوں کو رستے پہ لانے آئے ہیں — یہ بھولے بھٹکوں کو ہادی بنانے آئے ہیں[۱]

عرب کے حالات:

حضور اکرم ﷺ کی آمد سے قبل ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ لوگ خود

---

[۱] مفتی اعظم سامان بخشش ص ۸۲، ۸۳ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

ساختہ مٹی اور پتھر کی مورتیوں کی پوجا کرتے تھے، بتوں کو حاجت روا، مشکل کشا جانتے تھے، ظلم انتہا کو پہنچ چکا تھا، عزتیں محفوظ نہ تھیں، لڑکیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا۔ الغرض حالات اتنے ابتر تھے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ "محبوب کریم ﷺ سے قبل لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے"

وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (پارہ۴، سورۂ آل عمران، آیت نمبر۱٦۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کی خاص مہربانی ہوئی جس نے تمام نعمتوں سے بڑھ کر ایسی نعمت عطا فرمادی جس کی بناء پر بنی آدم کے مقدر جاگ اٹھے اور اتمام نعمت کا تاج عطا فرما کر اپنے محبوب کریم رؤف رحیم ﷺ کو اس طور پر مبعوث فرمایا کہ اطراف عالم میں خوارق عادات بطور علامت ظاہر ہونے لگے گویا کہ رسالت کا آفتاب اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ طلوع ہونے والا ہے۔

عالم خوشیوں سے جگمگا اٹھا:

حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا جو بڑے عالم تھے) کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تمام فرشتے میرے سامنے حاضر ہوجائیں چنانچہ فرشتے ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے ہوئے حاضر ہونے لگے دنیا کے پہاڑ بلند ہوگئے اور سمندر چڑھ گئے اور ان کی مخلوقات نے ایک دوسرے کو بشارتیں دیں۔ چنانچہ تمام فرشتے حاضر ہوگئے اور شیطان کو ستر (70) زنجیریں پہنائی گئیں۔[1]

حضور کی آمد آمد اور ابلیس کی مایوسی:

اللہ تعالیٰ کی سب سے افضل واعلیٰ نعمت کی تشریف آوری سے قبل ہی عالم کا رنگ بدلا

[1] الخصائص الکبریٰ حصہ اول ص ۱۱۲، للامام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ شبیر برادرز لاہور

جارہا ہے۔ خوشی و شادمانی سے کونین مسرور ہیں، جھنڈے لہرائے جارہے ہیں۔ مبارک بادیاں دینے کے لئے حوران بہشت منتظر ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام جن کی بشارتیں دیتے چلے آئے اس محبوب رب العالمین ﷺ کی آمد پر کون خوش نہیں ہوگا؟......سوائے ازلی دشمن کے جو اس مبارک موقع پر چیخ وپکار کررہا ہے۔ یہ خوش ہونے والوں پر راضی نہیں ہے۔

شرح شیخ زادہ میں ہے کہ:"دنیا کے تمام بت اوندھے پڑے تھے، تخت شیطان بھی اوندھا پڑا تھا" شیطان لعین اس غم میں چالیس دن دریاؤں میں غوطہ لگا تا رہا پھر بھاگ کر جبل ابوقبیس پر آیا اور ایک ایسی چیخ ماری کہ اس کی تمام ذریت جمع ہوگئی تو ان سے شیطان نے کہا:

ویلکم هلکتم هذه المرة هلاكا لم تهلكوا مثله قالوا و ما القصة فقال هذا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب المبعوث بالسيف القاطع الذى لاحيلة بعده يبطل عبادة اللات و العزىٰ و سائر الاصنام و لاياتى موضعا الا وجدنا فيه ذكر الوحدانية علانية...... الخ [1]

ترجمہ: وائے! (افسوس ہے) تم پر اس دفعہ تم ایسے ہلاک ہورہے ہو کہ ایسی ہلاکت اس سے قبل تم پر کبھی نہ آئی تھی۔ ذریت شیطان (شیطان کے چیلوں) نے کہا کہ قصہ تو بتا؟ کیا مصیبت آگئی؟ شیطان نے کہا: عنقریب اسی جگہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (ﷺ و رضی اللہ عنہما) آرہے ہیں جو اللہ کی طرف سے مبعوث بالسیف قاطع ہیں ان کی رونق افروزی کے بعد کوئی چال اور حیلہ نہ چل سکے گا۔ لات وعزیٰ اور تمام بتوں کی پرستش کو باطل کردیں گے اور جہاں وہ تشریف لائیں گے وہاں ذکر توحید الٰہی ہوتا نظر آئے گا۔ اور یہ امت ہمارے (جھوٹے) خداؤں پر ان کی تعلیم کی وجہ سے لعنت کرے گی اور شیطان کو رجیم (مردود) کہے گی اور اس نبی کی رونق افروزی کے بعد ہماری آنکھیں پتھرا جائیں گی اور ہمارے دل حزین وغمگین ہوں گے"

محبوب کریم ﷺ کی آمد سے قبل فیصلہ ہوچکا کہ شیطان کے لئے یہ بات قابل برداشت نہیں کہ لوگ رحمۃ للعالمین ﷺ کی ولادت پر خوش ہوں ایک طرف خوشیوں کا وہ سماں

[1] طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ للعلامہ مفسر قرآن شیخ محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۵۰ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

ہے جس کی نظیر نہیں تو دوسری طرف شیطان کی چیخ وپکار کی مثال نہیں۔اس سماں کو حسین انداز میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سب ہی تو خوشیاں منا رہے ہیں

سوال: کیا قرآن پاک میں حضور ﷺ کی آمد کا ذکر ہے کیوں کہ مسلمانوں کی اکثریت حضور ﷺ کی آمد کا ذکر ذوق وشوق اور عقیدت ومحبت سے کرتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں انبیاء کرام علیہم السلام سے محبوب کریم ﷺ کی آمد کا ذکر اس حسین انداز میں فرمایا کہ گروہ انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد وپیمان لیا گیا وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ. (پارہ نمبر ۳، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۸۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اس آیت مبارکہ میں جہاں محبوب ﷺ کی آمد کا تذکرہ ہے وہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ کائنات کی تخلیق سے قبل ہی خلاق کائنات عزوجل نے تمام نبیوں کا سردار حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل کو مقرر فرما دیا تھا۔

حضور ﷺ کی آمد کا ذکر کرنے والے، مرحبا یا مصطفیٰ ﷺ کی صدائیں بلند کرنے والے اور محبوب ﷺ کی شان میں نعتیں پڑھنے والے کتنے خوش نصیب ہیں کہ ذکر آمد رسول

ﷺ کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور اس مبارک ذکر کو سننا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ آیت ۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب (کنز الایمان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام محبوب ﷺ کی آمد کا ذکر اس عقیدت و محبت سے کرتے ہیں:

وَ مُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ (پارہ ۲۸، سورۃ الصّف، آیت ۶)

ترجمہ کنز الایمان: اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے محبوب رب العالمین کی آمد سے قبل اپنی قوم کو خوشخبری دی اور ان کا نام احمد ذکر کیا۔

نا قابل برداشت:

شیطان لعین کے لئے یہ بات قابل برداشت نہیں کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ عام ہو اس بدبخت کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ تعظیم مصطفیٰ ﷺ سے لوگوں کو محروم کر دے چنانچہ یہ ازلی محروم اس وسوسے کے ذریعے بہکانے کی کوشش کرتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے حضور ﷺ کی ثنا خوانی ثابت نہیں جب کہ شیطان اس بات سے باخبر ہے کہ میرا فریب دیرپا نہیں اور میری جھوٹ پر قائم کی ہوئی عمارت دھڑام سے گرے گی پھر بھی کذب بیانی سے باز نہیں آتا۔ شاید یہ سوچتا ہو کہ لوگوں کو میں نے اتنا مصروف کر دیا ہے اور وہ دنیا ہی میں اتنے الجھ گئے ہیں کہ انہیں حقیقت حال سے آگاہی نہیں ہوگی اس طرح میرا جھوٹ لوگوں کے دلوں میں سچی حقیقت اختیار کر لے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان ثنائے مصطفیٰ ﷺ میں رطب اللسان تھے۔ کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ کے مرتبہ و مقام سے واقف تھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم، آیت ۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ و دیگر مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ: اللہ کے دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے ہیں۔ [1]

یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے شمار احسانات اور انعامات فرمائے ہیں کہ اگر ہم ان کو شمار کرنا چاہیں تو نہ کر سکیں۔ قرآن مجید نے انسان پر کی گئی مختلف نعمتوں کا متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے اور انہیں بے حد و شمار کہتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (پارہ ۱۳، سورۂ ابراہیم، آیت ۳۴، پارہ ۱۴، سورۂ نحل، آیت ۱۸) ترجمہ کنز الایمان: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بے شمار انعامات و احسانات فرمائے۔ بولنے کے لئے زبان سننے کے لئے کان، دیکھنے کے لئے آنکھیں، چلنے کے لئے پاؤں، کام کرنے کے لئے ہاتھ اور سوچنے کے لئے دماغ عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو ہمیں دنیا میں موجود کوئی بھی مخلوق بنا دیتا اس کا احسان کہ ہمیں اشرف المخلوقات انسان بنایا۔ پھر وہ اگر چاہتا تو ہمیں بغیر ہاتھ کے پیدا فرماتا اس کا احسان کہ ہمیں دیکھنے کے لئے آنکھیں عطا فرمائی اگر چاہتا تو ہمیں بغیر زبان کے بغیر کانوں کے بغیر دماغ کے پیدا فرماتا اس کا احسان کہ ہمیں اتنے عمدہ اعضائے جسمانی سے مزین کیا۔ اس کی کن کن نعمتوں کا شمار کیا جائے اس کے کن کن احسانات کا ذکر کیا جائے۔

مگر اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا۔ صرف اس عظیم نعمت پر احسان جتلایا جو اپنے حبیب ﷺ کی صورت میں عطا فرمائی۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (پارہ نمبر ۴، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۴) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ

[1] خازن ج ۳ ص ۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت، مدارک ج ۲ ص ۸۱۸ قدیمی کتب خانہ، مفردات راغب، بحوالہ تفسیر خزائن العرفان

ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کی شریعت مبارکہ کو سب سے کامل واکمل اور اتم قرار دیتے ہوئے فرمایا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پارہ ۶، سورۂ مائدہ، آیت ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ (کنزالایمان)

یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ میں نے اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

یہاں اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ "تم پر اپنی نعمت پوری کر دی" آیت کا حصہ نہایت ہی قابل توجہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا دیا ہے کہ میری سب سے کامل و تام نعمت صاحب قرآن اور قرآن ہے۔

نعمتیں بے انتہا دیں حضرت انسان کو گننا بھی چاہے تو نہ گن پائے تا روز جزا

نعمت الٰہی کو بیان کرنا چاہئے:

ان انعامات خداوندی کے ملنے پر ہمیں چاہئے کہ خوشی کا اظہار و چرچا کریں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: وَ اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (پارہ ۳۰، سورہ ضحیٰ، آیت ۱۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

حضور ﷺ نِعْمَۃُ اللّٰہِ ہیں[1]

لہٰذا حضور ﷺ کا ذکر مقدس اور بیان مبارک از روئے قرآن کریم مطلوب و محبوب ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص فضل اور سب سے بڑی نعمت کونسی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ. (پارہ نمبر ۴، سورہ

[1] بخاری ج ۲ ص ۵۶۶

ال عمران، آیت نمبر ۱۶۴)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جوان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پارہ نمبر ۱۷، سورہ انبیاء، آیت نمبر ۱۰۷)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

اسی طرح سورۂ احزاب میں حضور پر نور ﷺ کی صفات جلیلہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا۔ (پارہ نمبر ۲۲، سورہ احزاب، آیت نمبر ۴۷)

ترجمہ کنز الایمان: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

بلاشبہ اگر حضور اقدس ﷺ کا وجود مسعود پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو زمین وفلک بھی نہ ہوتے، سماک وسمک بھی نہ ہوتے، شمس وقمر بھی نہ ہوتے، شام وسحر بھی نہ ہوتے، برگ وشجر بھی نہ ہوتے، باغ وثمر بھی نہ ہوتے، خشک وتر بھی نہ ہوتے، تیغ وسپر بھی نہ ہوتے۔ لعل وگوہر بھی نہ ہوتے، پہاڑوں کی بلندی نہ ہوتی، کلیوں کی مسکراہٹ نہ ہوتی، پھولوں کی زیبائی نہ ہوتی۔ دریاؤں کی روانی نہ ہوتی، سمندروں کی طغیانی نہ ہوتی، غرض یہ کہ کچھ بھی نہ ہوتا۔ جو کچھ بھی امر کن سے وجود میں آیا وہ جان کائنات ہی کا صدقہ ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل ومحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

ہے انہیں کے دم قدم کی باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں [۱]

[۱] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۶۵ ح ا مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے[1]

حضور ﷺ کا ظہور اور پیدائش موجب فرحت وسرور ہے:

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

یَاۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۵۷، ۵۸)

ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

ظاہر ہے کہ نصیحت شفاء ہدایت و رحمت سب کچھ حضور ﷺ کی پیدائش اور تشریف آوری پر موقوف ہے اور اللہ کی سب سے بڑی رحمت ونعمت حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔ اس آیت کریمہ میں ان سب چیزوں پر خوش ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ وہ نعمتیں ہیں جو لوگوں کی ہر نعمت و دولت سے بہتر ہیں لہٰذا حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کے ظہور پر جتنی بھی خوشی منائی جائے کم ہے اسے ناجائز قرار دینا انہیں لوگوں کا کام ہے جو ظہور ذات محمدی ﷺ سے خوش نہیں۔

ان آیات ربانی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل و رحمت اور نعمت کے ملنے پر خوشی کرنا حق تعالیٰ کی عین اطاعت ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے برعکس عمل کرنا عین بغاوت۔ جب عام نعمتوں کے ملنے پر خوشی بجالانے کا حکم ہے تو یقیناً خاص نعمت کے ملنے پر خصوصی اظہار مسرّت کرنا ہوگا۔

[1] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۱۱۱ ح ا مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کعبہ مقدسہ بھی جھوم اٹھا اور سجدہ ریز ہوا:

محقق علی الاطلاق حضرت عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں حضور کے دادا حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں شب ولادت کعبہ معظمہ کے پاس گیا آدھی رات کو دیکھا کہ کعبہ معظمہ مقام ابراہیم کی طرف جھک گیا اور سجدہ کیا اور اس سے آواز آئی اللہ أکبر اللہ أکبر رب محمد ن المصطفیٰ الان قد طھرنی ربی من أنجاس الاصنام و أرجاس المشرکین اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کا رب ہے اب بے شک میرے رب نے مجھے بتوں کی ناپاکی اور مشرکین کی پلیدی سے پاک فرمادیا۔ نیز غیب سے آواز آئی کہ کعبہ کے رب کی قسم اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو حضور ﷺ کا قبلہ اور مسکن بنایا کعبہ کے آس پاس کے تمام بت پارہ پارہ ہو گئے۔ ہبل نامی بت جو بہت بڑا بت تھا زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ آمنہ کے بطن سے محمد ﷺ پیدا ہو گئے۔[۱]

مدارج النبوۃ ہی میں ہے ”فارس کا آتشکدہ جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کبھی بجھا نہ تھا وہ بھی حضور ﷺ کی ولادت پاک کے وقت بجھ گیا۔[۲]

اور جس رات سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی ایک جماعت قریش کی جس میں ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل بھی شامل تھے اپنے بت کے پاس گئے دیکھا کہ بت سرنگوں زمین پر گرا پڑا ہے اسے سیدھا کیا وہ پھر گر پڑا اسی طرح وہ تین بار کھڑا کرتے رہے مگر وہ منہ کے بل گر پڑتا کہنے لگے آج کوئی بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ بت گر پڑتا ہے بڑے مغموم وملول ہوئے اتنے میں بت کے اندر سے ہاتف (غیب) نے بلند آواز سے یہ شعر پڑھا:

تردیٰ لمولود أنارت بنورہٖ جمیع فجاج الارض بالشرق و الغرب
فخرت لہ الاوثان طرا و ارعدت قلوب ملوک الارض جمعا من الرعب

بت گر گئے اس مبارک مولود کی وجہ سے جس کے نور سے مشرق ومغرب کی تمام روئے زمین روشن ہوگئی تمام بت گر گئے اور آپ کے رعب ودبدبہ سے تمام روئے زمین کے بادشاہوں کے دل

۱؎ مدارج النبوۃ ص۲۳ ج۲ ۲؎ مدارج النبوۃ ص۲۴ ج۲

کانپ اٹھے۔[۱]

میلاد النبی ﷺ منانے والوں پر پروردگار عالم کی خوشنودی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: **فلما مات أبو لهب اريه بعض أهله بشر حيبة قال ما ذا لقيت قال أبو لهب لم الق بعدكم غير انى سُقيت فى هذه بعتاقتى ثويبة**

ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو ایک سال بعد خواب میں بہت برے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہ ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن پیر کا دن آتا ہے تو ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔[۲]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: **و ذلك ان النبى ﷺ ولد يوم الاثنين و كانت ثويبة بشرت أبا لهب بمولده فاعتقها**

عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ تھی کہ اس نے پیر کے دن حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا لہٰذا جب پیر کا دن آتا تو اللہ تعالیٰ اس خوشی کے صلہ میں عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے۔[۳]

جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پوری ایک سورت نازل فرمائی اس کو حضور ﷺ کی میلاد کی خوشی کرنے پر یہ جزاء (عذاب میں تخفیف) دی جاتی ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ابولہب نے اپنے بھتیجے کے پیدا ہونے پر خوشی منائی نہ کہ نبی آخر زماں ﷺ کے پیدا ہونے پر جب بھتیجے کی خوشی منانے پر ابولہب جیسے کافر پر یہ انعام ہے تو سرکارِ دو عالم ﷺ سے سچی محبت رکھنے والے کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی میلاد کی خوشی منائے خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو اپنے محبوب کریم ﷺ کی خوشی

---

۱ مدارج النبوۃ ص ۲۹ ج ۲
۲ صحیح البخاری جلد ۲، ص ۷۶۴ کتاب النکاح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ
۳ فتح الباری شرح البخاری ج ۹، ص ۱۴۵ مطبوعہ بیروت

میں جنت النعیم عطا فرمائے گا۔

اس موقع پر حضرت محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی نے ایک بہت ہی فکر انگیز اور بصیرت افروز بات تحریر فرمائی ہے جو اہل محبت کے لئے نہایت ہی لذت بخش ہے، "اس جگہ میلاد کرنے والوں کے لئے ایک سند ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی شب ولادت میں خوشی مناتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب ابولہب کو جو کافر تھا اور اس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا آنحضرت ﷺ کی ولادت پر خوشی منانے اور باندی کا دودھ خرچ کرنے پر جزاء دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار ہوکر خوشی مناتا ہے اور اپنا مال خرچ کرتا ہے۔"[1]

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سب ہی تو خوشیاں منا رہے ہیں

میلاد النبی ﷺ سنت الٰہی ہے

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ.

(پارہ نمبر۳، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۸۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

---

[1] مدارج النبوۃ، ص ۲۵، ج ۲ مکتبہ اسلامیہ لاہور

چنانچہ قرآن پاک نے بیان فرمایا ہے کہ اس موضوع پر سب سے پہلا اجتماع خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے منعقد فرمایا۔ اس میں حضور ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں انبیائے کرام علیہم السلام سے عہد لیا گیا اور خود اللہ تبارک وتعالیٰ بھی گواہ بنا۔ قرآن کریم میں حضور اقدس ﷺ کا میلاد شریف اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ (پارہ ۱۱، سورہ توبہ، آیت ۱۲۸)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر بہت مہربان اور رحم فرمانے والے۔

اس آیت میں لفظ "جاء" (آئے) فرما کر آپ ﷺ کی پیدائش اور دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اور من انفسکم کے لفظ سے آپ ﷺ کے نسب و خاندان کا ذکر فرمایا گیا کہ آپ ﷺ عربی قریشی ہیں۔ پھر آپ ﷺ کے اخلاق و عادات اور نعت پاک کا بیان کیا گیا کہ امت کا کسی مشقت و مصیبت میں پڑ جانا آپ ﷺ پر بہت گراں ہے۔ پھر آپ ﷺ کے فضائل کا بیان ہے کہ آپ ﷺ مؤمنین پر بہت مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔ غرض جو مضامین محفل میلاد شریف میں عموماً بیان کیے جاتے ہیں وہ سب اس ایک آیت میں جمع ہیں۔

اس آیت میں حضور علیہ السلام کے چھ وصف بیان ہوئے (۱) رسول (۲) تم میں سے (۳) ان پر تمہاری تکلیف بھاری پڑتی ہے (۴) تم پر حریص یعنی تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں (۵) مسلمانوں پر رؤف (۶) رحیم ہیں۔

رسول ﷺ کی تشریف آوری ماننا اسی پر تو ایمان کا دارومدار ہے، صرف بشر یا اپنا مثل اور بھائی ماننے سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا، ابولہب نے بھتیجا ہونے کی وجہ سے ولادت کی خوشی

منائی اور ابو طالب نے بھی اسی رشتہ کی وجہ سے خدمت کی۔ اگر "رسول" ہونے کی وجہ سے یہ کام کرتے تو مسلمان اور صحابی ہوتے۔ اس لئے یہاں "رسول" فرمایا گیا۔

تفسیر "خزائن العرفان" میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہوا ہے کہ:

اس آیت میں آپ ﷺ کی میلاد مبارک کا بیان ہے ترمذی کی حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سیّد عالم ﷺ نے اپنی پیدائش کا بیان منبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔[1]

تیسرے مقام پر رب العلمین نے اپنے محبوب کے میلاد کا تذکرہ اس طرح فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ. (پارہ نمبر۴، سورہ آل عمران، آیت نمبر۱۶۴)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

ثابت ہوا کہ محفل میلاد کا انعقاد کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت اور اس میں شرکت وشمولیت کرنا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت مطہرہ ہے۔

سنت ملائکہ وحوران بہشت:

امِ رسول ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت میں نے اپنے پاس چند عورتوں کو پایا جو قد وقامت اور حسن وجمال میں عبد مناف کی بیٹیوں کی مثل (یعنی بہت حسین و جمیل تھیں) انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں اور ان کو کس شخص نے میرے حال کی خبر دی ہے کہ میرے پاس آئی ہیں پھر انہوں نے کہا کہ ہم آسیہ (زوجہ فرعون) اور مریم (والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔ پھر میں نے مردوں (یہ ملائکہ تھے جو مردوں کی شکل میں آئے تھے) کو دیکھا کہ ہوا میں بسلسلہ ولادت تعظیماً کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی ابریقیں (لوٹے) ہیں۔ پھر میں

[1] خزائن العرفان، سورہ توبہ آیت ۱۲۸

نے پرندوں کے جھنڈ دیکھے جنہوں نے آکر میرے حجرہ کو ڈھانپ لیا ان کی دمیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات اٹھا دیئے تو میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا کعبہ شریف کی چھت پر قائم تھا۔

(آپ ﷺ کی پیدائش کے بعد) میں نے آسمان کی طرف سے ایک سفید نوری ابر آتا ہوا دیکھا جس میں سفید گھوڑوں کے ہنہنانے، طائروں کے بازوؤں کی حرکت اور فرشتوں کے کلام کی آواز آتی تھی اس نے آکر آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا اور مجھ سے غائب کر دیا پھر میں نے سنا کہ کوئی منادی ندا کر رہا ہے کہ آپ کو روئے زمین اور اس کے مشارق و مغارب کا طواف اور ساتوں دریاؤں کی سیر کراؤ اور ہر ذی روح جن و انس وحوش وطیور (حیوانات اور پرندے) اور ملائکہ کے سامنے پیش کرو تا کہ تمام مخلوق آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے نام کو اور آپ ﷺ کی صفات حسنہ کو پہچان لے اور آپ ﷺ کو آدم علیہ السلام کا خلق، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کی شجاعت، ابراہیم علیہ السلام کی خلت، اسماعیل علیہ السلام کی زبان، اسحاق علیہ السلام کی رضا، صالح علیہ السلام کی فصاحت، لوط علیہ السلام کی حکمت، یعقوب علیہ السلام کی بشارت، موسیٰ علیہ السلام کی شدّت وقوت، ایوب علیہ السلام کا صبر، یونس علیہ السلام کی طاعت، یوشع علیہ السلام کا جہاد، داؤد علیہ السلام کی آواز، دانیال علیہ السلام کی حب، الیاس علیہ السلام کا وقار، یحیٰی علیہ السلام کی عصمت، عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کرو اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے اخلاق میں غوطہ دو تا کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی صفات آپ ﷺ میں جمع ہوں، پھر وہ ابر ہٹ گیا تو میں نے آپ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ ﷺ سبز رنگ کے ریشم کو پکڑے ہوئے ہیں جو رسی کی مانند لپٹا ہوا تھا اور اس سے پانی نکل رہا تھا اور یکا یک آواز آئی کہ بخ بخ محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا ہے اور کوئی مخلوق ایسی نہیں جو آپ کے قبضے میں نہ آئی ہو۔[1]

---

[1] مدارج ج ۲، ص ۲۲، ۲۳

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کو چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا پایا اور آپ ﷺ کے جسم سے نہایت پاکیزہ اور تیز خوشبو مہک رہی تھی۔ پھر میں نے تین آدمی (فرشتے) دیکھے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر (قیمتی ریشمی کپڑا) تھا۔ اس نے حریر کو پھیلایا اور اس میں سے ایک ایسی مہر نکالی جس کا نور اتنا تیز تھا کہ آنکھوں میں اس کے دیکھنے کی تاب نہیں تھی، پھر اس لوٹے سے آپ ﷺ کو سات بار غسل دیا اور اس مہر سے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی اور حریر میں آپ ﷺ کو لپیٹ کر اٹھایا اور ایک ساعت اپنے بازوؤں پر رکھا، پھر مجھے دیا اور غائب ہو گئے۔ [1]

اور خصائص الکبریٰ میں ہے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ دوسرے کے ہاتھ میں مشک نافہ تیسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت جس کے چار کونے تھے اور ہر کونے پر سفید موتی تھے۔ [2]

مواہب اللدنیہ، مدارج النبوۃ اور دوسری معتبر کتابوں کے باب ذکر ولادت میں ہے کہ:

شب ولادت ملائکہ نے حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا ہاں! ملعون شیطان رنج وغم میں بھاگا بھاگا پھرا اس سے معلوم ہوا کہ:

(۱) میلاد النبی ﷺ منانا سنت ملائکہ بھی ہے۔

(۲) بوقت پیدائش حالت قیام میں درود وسلام پڑھنا فرشتوں کا عمل مبارک ہے۔

(۳) میلاد النبی ﷺ دیکھ کر بھاگا بھاگا اور پریشان حال پھرنا شیطان لعین کا فعل ہے۔

(۴) میلاد النبی ﷺ سے منہ پھیرنا اور برا جاننا شیطان کا طریقہ ہے۔

ولادت کے وقت عجائب کا ظہور:

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت عجیب عجیب واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ ذیل میں چند لکھے جاتے ہیں۔

(۱) آپ ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ: شب ولادت کعبہ معظمہ نے مقام

[1] الذکر الحسین فی سیرۃ النبی الامین بحوالہ زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۱۶ علمیہ بیروت [2] خصائص الکبریٰ حصہ اول ص ۱۱۶

ابراہیم کی طرف جھک کر سجدہ کیا۔[۱]

(۲) تمام بت پارہ پارہ ہو گئے۔[۲]

(۳) ہبل نامی بت جو بہت بڑا تھا زمین پر گر پڑا کہنے لگا حضور پیدا ہو گئے ہیں۔ [۳]

(۴) پیدائش کے وقت نور ظاہر ہوا جس سے شام کے تمام محلات روشن ہو گئے۔[۴]

(۵) ایوان کسریٰ میں زلزلہ آیا اور پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔[۵]

(۶) دریائے ساوہ خشک ہو گیا اور نہر ساوہ جو ایک مدت سے خشک پڑی تھی جاری ہو گئی۔ [۶]

(۷) فارس کا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے مسلسل روشن تھا بجھ گیا۔ [۷]

میلاد بیان کرنا سنت رسول ﷺ :

(۱) حضور پرنور ﷺ ہر پیر شریف کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس روزہ کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا **فقال فيه ولدت و فيه انزل علی رواہ مسلم** یہ دن میری ولادت کا دن ہے اور اسی دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل کیا گیا۔ [۸]

حضرت ملا علی القاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ خود اپنے یوم ولادت کی تعظیم کے لئے ہر پیر کو روزہ رکھتے۔ حضور کی ولادت پر خوشی منانا قرآن کریم کا مطلوب ومقصود ہے۔ [۹]

(۲) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَشَارَۃُ عِيْسٰی**[۱۰]

میں دعائے ابراہیم اور بشارت عیسیٰ (علیہما السلام) ہوں۔

(۳) حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **فقام النبی ﷺ علی المنبر فقال من انا؟**

---

[۱] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۲ مکتبہ اسلامیہ لاہور [۲]، [۳] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۳ مکتبہ اسلامیہ لاہور

[۴] کنز العمال رقم ۳۱۹۰۴ المجلد السادس الجزء الحادی عشر ص ۱۸۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

[۵]، [۶]، [۷] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۳ مکتبہ اسلامیہ لاہور [۸] مسلم شریف کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثة من کل شهر، مشکوۃ شریف ص ۱۸۱ باب صيام التطوع الفصل الاول مکتبہ رحمانیہ لاہور

[۹] المورد الروی ص ۱۷ [۱۰] مشکوۃ شریف ص ۵۲۳ مکتبہ رحمانیہ لاہور

فقالوا أنت رسول الله قال أنا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فرقتين فجعلني في خيرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلني في خيرهم قبيلة ثم جعلهم بيوتا...... الخ فانا خيرهم نفسا و خيرهم بيتا رواه الترمذی

حضور پرنور ﷺ ممبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا "میں محمد (ﷺ) بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق یعنی انسانوں میں سے کیا، پھر انسانوں میں دو گروہ عرب وعجم بنائے اور مجھے بہتر گروہ عرب میں سے کیا پھر عرب کے چند قبیلے بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ قریش میں سے کیا، پھر قریش کے چند خاندان بنائے تو مجھے سب سے اچھے خاندان بنی ہاشم میں سے کیا۔ پس میں ذاتی اور خاندانی طور پر سب سے اچھا ہوں۔[۱]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محفل میلاد النبی ﷺ کا جلسہ منعقد کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

(۴) حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ (منتخب) کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔[۲]

(۵) بعض دیگر روایات میں یہ بھی ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنا صفی اور برگزیدہ بنا کر ان کی اولاد میں سے حضرت نوح علیہ السلام کو چن لیا اور حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ فرمالیا...الخ۔

---

۱ مشکوٰۃ شریف ص۵۲۳، ترمذی شریف کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ

۲ ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ، مشکوٰۃ ص۵۲۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور، مسلم کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی و تسلیم الحجر علیه قبل النبوة

(۶) اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: حضور سرکار دوعالم ﷺ نے خود اپنا میلاد شریف بیان فرماتے ہوئے صحابہ کرام کی محفل میں ارشاد فرمایا: **ساخبرکم عن اول امری دعوۃ ابراھیم و بشارۃ عیسیٰ و رؤیا امی رأت حین وضعتنی و قد خرج بھا نور اضاء لھا منہ قصور الشام** میں تم لوگوں کو اپنے معاملہ کا ابتدائی حال بتاتا ہوں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ میری ماں کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی میں شام کے محلات میری ماں کے سامنے ظاہر ہوگئے۔[1]

(۷) حضرت مخرمہ صحابی رضی اللہ عنہ کا قول بھی سننے سے تعلق رکھتا ہے آپ نے ایک مجمع میں ارشاد فرمایا: **ولدت و رسول اللہ ﷺ عام الفیل** یعنی میں اور رسول اللہ ﷺ عام فیل (ہاتھی والے واقعہ کے سال) میں پیدا ہوئے۔[2]

جبرئیل امین علیہ السلام کی سنت:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "جبریل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے مشارق و مغارب میں پھر کر دیکھا، کوئی شخص محمد ﷺ سے افضل نظر نہیں آیا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھنے میں آیا"۔[3]

اس روایت کو خود دیوبندی جماعت کے حکیم الامۃ اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب نشر الطیب ص ۱۴ پر بیان کیا ہے۔

خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت:

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف "النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم" میں خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے ارشادات میلاد شریف کی فضیلت میں

---

[1] مشکوۃ ص ۵۲۳ مکتبہ رحمانیہ لاہور بحوالہ شرح السنۃ کتاب الفضائل باب فضائل سید الاولین والاخرین محمد ﷺ کنز العمال رقم ۳۱۸۲۶، ۳۱۸۲۷، ۳۱۸۲۸ المجلد السادس الجزء عشر ص ۱۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

[2] ترمذی باب میلاد النبی ﷺ [3] زرقانی شریف، الحاکم فی الکنی و ابن عساکر عن عائشہ کنز العمال المجلد السادس الجزء الحادی عشر ص ۱۸۴ رقم ۳۱۹۱۰ دار الکتب العلمیہ، الوفا باحوال المصطفیٰ جزء اول ص ۶۸ مکتبہ عصریہ بیروت

درج فرمائے ہیں۔ ذیل میں چند ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ من انفق درھما علیٰ قرأۃ مولد النبی ﷺ کان رفیقی فی الجنۃ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس شخص نے حضور اکرم ﷺ کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(۲) قال عمر رضی اللہ عنہ من عظم مولد النبی ﷺ فقد احی الاسلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس نے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی تعظیم کی اس نے گویا اسلام کو زندہ کیا۔

(۳) قال عثمان رضی اللہ عنہ من انفق درھما علیٰ قرأۃ مولد النبی ﷺ فکانما شھد غزوۃ بدر و حنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس نے حضور اکرم ﷺ کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا گویا وہ غزوۂ بدر و حنین میں شریک ہوا۔

(۴) قال علی رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجھہ الکریم من عظم مولد النبی ﷺ و کان سببا لقرأتہٖ لا یخرج من الدنیا الا بالایمان و یدخل الجنۃ بغیر حساب حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس نے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی تعظیم کی اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ دنیا سے ایمان کی دولت لے کر جائے گا اور جنت میں بغیر حساب داخل ہوگا۔[۱]

رضائے مصطفیٰ ﷺ:

صحابہ کرام علیہم الرضوان مختلف مواقع پر حضور ﷺ کی ثناء خوانی اشعار کی صورت میں بھی کرتے تھے چنانچہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے جب اشعار پڑھے تو محبوب کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اس قدر خوش ہوئے کہ مسکراہٹ ان کے چہرے مبارک میں نظر آئی۔ یہ نعتیہ اشعار آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے وقت پیش کئے تھے۔[۲]

صحابہ کرام علیہم الرضوان ہمیشہ اس عظیم نعمت کا بیان فرماتے رہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

---

[۱] النعمۃ الکبریٰ ص ۷، ۸ مطبوعہ استنبول
[۲] الوفاء باحوال مصطفیٰ ﷺ ص ۱۲۵ الجزء الاول مکتبہ عصریہ بیروت

بیان فرماتے ہیں:

ایک دن رسول کریم ﷺ اپنے حجرۂ انور سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا "آج کیسے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم بیٹھ کر اس رب کریم کی حمد و ثنا کر رہے ہیں جس نے فقط اپنے فضل و کرم سے دین اسلام قبول کرنے کی ہدایت عطا فرمائی اور اپنا پیارا حبیب ﷺ ہمیں عطا فرمایا" آپ ﷺ نے ان کے کلمات سن کر ارشاد فرمایا "تمہارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیٹھ کر مختلف انبیائے کرام علیہم السلام کے درجات و کمالات کا تذکرہ کر رہے تھے، اتنے میں حضور ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا اور یہ تمام حق ہے اور اب میرے بارے میں بھی سن لو "میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں" [1]

شاعرِ رسول ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور رسالت ماب ﷺ میں عرض کرتے ہیں:

وَ اَحسَنُ مِنکَ لَم تَرَقَطُّ عَینِی   وَ اَجمَلَ مِنکَ لَم تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقتَ مُبَرَّأً مِّن کُلِّ عَیبٍ   کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَآءُ

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ میری آنکھ نے آپ ﷺ سا حسین و جمیل اور کوئی دیکھا ہی نہیں کیوں کہ آپ ﷺ جیسا حسین و جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ﷺ تو ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا کہ آپ ﷺ ایسے پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ خود چاہتے تھے۔

مقام ثناءخوان مصطفیٰ ﷺ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سرکار دو عالم ﷺ مسجد نبوی شریف میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے منبر رکھتے، چادر مبارک بچھاتے اور پھر حسان بن ثابت اس پر کھڑے ہو کر حضور اکرم ﷺ کے محامد و فضائل بیان فرماتے آپ کی مدافعت

[1] مشکوۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ الفصل الثانی ص ۵۲۳ مکتبہ رحمانیہ لاہور

کرتے اور مفاخرت فرماتے۔

اللہ اکبر! حضور پرنور ﷺ اپنے ثناخواں کو خوش ہو کر اس طرح دعا سے نوازتے: اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

"اے اللہ! روح القدس (حضرت جبریل علیہ السلام) کے ذریعے حسان بن ثابت کی مدد فرما" [۱]

برادران اسلام! نعت خواں کیلئے محبوب ﷺ منبر بچھا رہے ہیں یہ خصوصی کرم اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ اپنے ان غلاموں کی جو محبت و تعظیم رسول ﷺ پھیلانے کا ذریعہ ہیں، بے حد پسند فرماتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضور ﷺ کی ثنا حقیقتاً حمد باری تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے اصول بیان کیا ہے کہ مصنوع کی تعریف درحقیقت صانع ہی کی تعریف ہوتی ہے کیوں کہ حقیقتاً خوبی و کمال عطا کرنے والی ذات صانع حقیقی خالق و مالک عز و جل کی ہے۔

خود سرکار کائنات ﷺ فرماتے ہیں انا املح و اخی یوسف اصبح یعنی میں ملیح (نمکین) ہوں اور میرے بھائی یوسف علیہ السلام خوب گورے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے حسن و جمال میں شہرہ آفاق ہیں مگر حضور اقدس ﷺ حضرت یوسف سے بھی زیادہ خوبصورت اور حسن و جمال میں بے مثل و بے مثال ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں ما رأیت شیئا احسن من رسول اللہ ﷺ کان الشمس تجری فی وجھہ رواہ الترمذی میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت و حسین کوئی چیز نہیں دیکھی گویا کہ سورج آپ کے چہرے میں چل رہا ہے۔ [۲]

اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے چاندنی رات نبی کریم ﷺ کو دیکھا فجعلت انظر الی رسول اللہ ﷺ و الی القمر و علیہ حلۃ حمراء فاذا ھو احسن عندی من القمر رواہ الترمذی و الدارمی [۳]

---

[۱] بخاری، ج ۱، ص ۶۵ مطبوعہ قدیمی فی صفۃ النبی ﷺ

[۲] مشکوٰۃ، ص ۵۱۷ مکتبہ رحمانیہ لاہور، ترمذی کتاب المناقب باب

[۳] مشکوٰۃ ص ۵۱۷ مکتبہ رحمانیہ

تو میں ایک نظر حضور کی طرف دیکھتا اور ایک نظر چاند کی طرف آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔

اس قسم کی کثیر روایتیں ہیں جس سے حضور اقدس ﷺ کے حسن و جمال اور جلوہ جہاں زیبا کا روشن ثبوت ملتا ہے۔

غور کیجئے کہ ان احادیث مبارکہ میں وہی سب مضامین ہیں جو محفل میلاد شریف میں بیان کئے جاتے ہیں اور حضور ﷺ نے ان دونوں حدیثوں کو مجمع عام میں بیان فرمایا۔ تو ذکر میلاد شریف کو مجمع عام میں بیان کرنا بھی ثابت ہوگیا۔ لہٰذا محفلِ میلاد شریف کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور حضور ﷺ کے ذکر جمیل کے لئے مجمع جمع کرنا تو خداوند قدوس کی سنّت اور اس کا مقدّس طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روز ازل میں تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدّسہ کو ایک مجمع میں جمع فرما کر حضور خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا سب نبیوں سے عہد لیا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ جیسا کہ "پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۸۱" بہر حال محفل میلاد شریف قرآن مجید اور حدیثوں سے ثابت ہے اور اس بابرکت محفل کا انکار کرنا سخت محرومی اور اعلیٰ درجے کی شقاوت (بدبختی) اور دین میں ان منکروں کی جہالت اور سفاہت (بے وقوفی) کا بدترین نمونہ ہے۔ **(واللہ تعالی و رسولہ اعلم)**

خصوصی نظر کرم:

شارح بخاری شریف مواہب اللدنیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ عرب کے مشہور شاعر نابغہ جعدی نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں چند اشعار پڑھے۔ حضور اکرم ﷺ نے خوش ہوکر انہیں یہ دعا دی:

لا یفضض اللہ فاک ای لایسقط اللہ اسنانک

ترجمہ: اللہ تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے یعنی تمہارے دانت نہ گریں اور منہ کی رونق نہ بگڑے۔ [1]

اس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ باوجودیکہ حضرت نابغہ کی عمر سو (۱۰۰) سال کی

---

[1] بیہقی

ہوگئی تھی لیکن ان کے کل کے کل دانت صحیح وسالم تھے اور اولے کی طرح سفید تھے روایان حدیث نے یہاں تک اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے کہ: إذا سقط له سن نبت له أخرى "جب ان کا کوئی دانت گر جاتا تو بڑھاپے میں بھی اس کی جگہ نیا دانت نکل آتا"

یہ سراسر حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ نعت پڑھنے والے کے منہ کی خوبصورتی زندگی کی آخری سانس تک برقرار رہی۔ [۱] شیخ محقق نے ان کی عمر کے متعلق چار اقوال نقل فرمائے (۱) ایک سو اسی ۱۸۰ (۲) دو سو ۲۰۰ (۳) دو سو بیس ۲۲۰ (۴) دو سو تیس ۲۳۰ لیکن قولِ اوّل یعنی ایک سو اسی سال اصح ہے۔ [۲]

عمل الصالحین

شیخ الاسلام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے علاوہ اولیاء کاملین اور محققین علیہم الرحمۃ کے بھی فرمودات درج فرمائے ہیں۔

سیدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کا عمل:

وددت لو کان لی مثل جبل احد ذهبا فانفقة علیٰ قرأة النبی ﷺ [۳]

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پسند ہے کہ کاش میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اسے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف پر خرچ کردوں۔

میلاد شریف سے متعلق محدثین وفقہائے کرام ومشاہیر علمائے عظام علیہم الرحمہ کے خیالات میں سے چند ملاحظہ ہوں:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۵۰ھ فرماتے ہیں کہ:

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَاخُلِقَ امْرَءٌ ۔۔۔ کَلَّا وَ لَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ آپ وہ ذات ہیں کہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی کوئی مخلوق پیدا کی جاتی۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسَبَا ۔۔۔ وَ الشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بِھَاکَ

ترجمہ: اور آپ ﷺ وہ نورِ اعظم ہیں کہ چاند آپ ﷺ کے نور سے روشن اور سورج کی چمک

---

[۱] مقام مصطفیٰ ﷺ از شیخ الاسلام حضرت محمد انوار اللہ رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مظہر علم لاہور

[۲] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۱۸ مکتبہ اسلامیہ لاہور

[۳] النعمۃ الکبریٰ ص ۸ مطبوعہ استنبول

بھی آپ ﷺ ہی کے نور سے ہے۔

وَ بِکَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُّخْبِرًا بِصِفَاتِ حُسْنِکَ مَادِحًا لِعُلَاکَ

ترجمہ: اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ ہی کی آمد کی خبر دیتے اور آپ ﷺ کی صفات حسنہ کا بیان اور آپ ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہوئے تشریف لائے۔ [1]

میلاد شریف کی تعظیم و تکریم:

سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

من حضر مولد النبی ﷺ و عظم قدرہٗ فقد فاز بالایمان جو حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم و تکریم کی تو وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگا۔ [2]

شیخ الاسلام علاّمہ ابن حجر مکّی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

المولد و الاذکار التی تُفعل عندنا اکثرھا مشتمل علیٰ خیر کصدقۃ و ذکر و صلاۃ و سلام علیٰ رسول اللہ ﷺ و مدحہٖ محافل میلاد شریف اور اذکار جو ہمارے ہاں کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر نیکی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ، ذکر، نبی پاک پر صلوٰۃ و سلام اور ان کی تعریف۔ [3]

میلاد کی برکت:

امام المحدّثین علاّمہ احمد بن محمد القسطلانی شافعی المصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میلاد شریف کرنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں:

و لازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ الصلاۃ و السلام و یعملون الولائم و یتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات و یظھرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون بقرأۃ مولدہٖ الکریم و یظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم و مما جرب من خواصہ أنہ أمان فی ذالک العام و بشریٰ عاجلۃ نبیل البغیۃ و المرام فرحم اللہ أمراء إتخذ لیالی شھر مولدہٖ المبارک اعیاداً.

---

[1] مجموعہ النصائد، مطبوعہ مجتبائی دہلی [2] النعمۃ الکبریٰ ص ۸ مطبوعہ استنبول [3] فتاوی حدیثیہ ص ۱۲۹ مطبوعہ مصر

حضور ﷺ کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکانے اور دعوت طعام کرتے چلے آئے ہیں اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے اور مسرّت ظاہر کرتے چلے آئے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور حضور ﷺ کے میلاد کے پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں چنانچہ ان پر اللہ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور یہ میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ وامان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں برآتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے ماہ ولادت کی تمام مبارک راتوں کو عید بنا کر ایسے شخص پر شدت کی جس کے دل میں مرض وعناد ہے" [1]

ربیع النور خوشی کا مہینہ:

شیخ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ ماہ ربیع الاول شریف کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

مظهر منبع الانوار و الرحمة شهر ربيع الاول و إنه شهر أمرنا باظهار الحبور فيه كل عام ربیع الاول کا مہینہ منبع انوار اور رحمت کا مظہر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ ہر سال اس مہینہ میں خوشی کا اظہار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ [2]

تفسیر محمد رسول اللہ:

علاّمہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب تفسیر روح البیان آیہ کریمہ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کے تحت فرماتے ہیں: **و من تعظيمه عمل المولد إذا لم يكن فيه منكر** میلاد شریف کرنا بھی حضور ﷺ کی ایک تعظیم ہے جب کہ وہ بری باتوں سے خالی ہو۔ [3]

میلاد شریف منانے پر نبی پاک ﷺ کی شفاعت:

علامہ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: **جعل لمن فرح بمولده حجابا**

---

[1] مواہب مع الزرقانی ٢٦٢/١ علمیہ بیروت، مواہب اللدنیہ ج١ ص٢٧ مطبوعہ مصر

[2] مجمع البحار ج٥ ص٣٠٧ خاتمۃ الکتاب دار الایمان المدینۃ المنورۃ [3] روح البیان ج٩ ص٦٨ مکتبہ غفاریہ کانسی روڈ کوئٹہ

من النار و سترا و من أنفق فی مولدہٖ درهماً کان المصطفیٰ ﷺ له شافعاً و مشفعاً جونبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی کرے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لئے پردہ اور حجاب بن جائے گی اور جو نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف پر ایک درہم خرچ کرے تو اس کی نبی پاک ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی۔[1]

میلاد شریف منانے سے مقاصد حسنہ میں کامیابی:

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، شام اور عرب کے دوسرے شہروں میں لوگ نبی کریم ﷺ کی مجلس میلاد میں جمع ہوتے ہیں اور ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھ کر بہت خوشی مناتے ہیں اور اچھے کپڑے پہنتے ہیں اور طرح طرح کی زینت کرتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں اور فقراء پر صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے ذکر مولود شریف سننے کے لئے بہت اہتمام کرتے ہیں اور اس کے ذریعے بہت اجر پاتے ہیں اور کامیابی حاصل کرتے ہیں اور خیر و برکت، سلامتی اور عافیت، روزی میں ترقی مال و اولاد میں زیادتی اور شہروں میں امن و امان اور گھروں میں سکون و قرار پاتے ہیں۔

میلاد النبی ﷺ پر خوشی کا اظہار:

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

یستحب لنا إظهار الشکر لمولدہٖ علیه السلام امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔[2]

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

محفل میلاد شریف میں لوگوں کا جمع ہونا اور قرآن شریف کا پڑھنا، ان معجزات کو بیان کرنا جو اس بارے میں وارد ہیں، اس کے بعد کھانا کھلانا اچھا فعل ہے اس کے کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے کیوں کہ اس میں حضور ﷺ کی تعظیم اور آپ ﷺ کے پیدا ہونے کی خوشی کا

---

[1] مولد العروس لابن جوزی ص ۹ مطبوعہ بیروت
[2] روح البیان ج ۹ ص ۶۸ مکتبہ غفاریہ کانسی روڈ کوئٹہ

اظہار ہے۔[1]

میلاد شریف منانا سنت ہے:

پھر علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

و قد إستخرج له الحافظ إبن حجر أصلا من السنة و كذا الحافظ السيوطي و ردا على الفاكهاني المالكي في قوله إن عمل المولد بدعة مذمومة حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی علیہما الرحمہ نے میلاد شریف کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور فاکھانی کے قول میلاد بدعت مذمومہ ہے کا رد کیا۔[2]

سیرت شامی میں ہے:

نبی کریم ﷺ کے مولود شریف کی خوشی کے اظہار میں آدمی کو بقدر نیت ثواب ملتا ہے۔

امن وامان کے حصول کے لئے مجرب عمل:

محقق علی الاطلاق مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ہمیشہ مسلمان ربیع الاول میں جمع ہو کر کھانا کھلاتے ہیں اور طرح طرح کے صدقات کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں اور مولود شریف پڑھتے ہیں جس کے سبب ان پر برکت ہوتی ہے اور مولود شریف کی خاصیتوں میں سے ایک مجرب خاصیت یہ ہے کہ تمام سال امن وامان رہتا ہے اور لوگوں کے نیک مقصد اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جس نے آپ ﷺ کی پیدائش کی رات کو عید بنایا۔

میلاد النبی ﷺ منانا سب سے بہتر عمل:

مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ دعا میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال فساد نیت کا شکار ہیں۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنایت سے اس قابل (اور لائق التفات) ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقعہ پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت

---

[1] هكذا في المواهب اللدنية لعلامة احمد قسطلانی ص ٧٦ ج ١ [2] تفسیر روح البیان ج ٩ ص ٦٨ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ

ہی عاجزی وانکساری، محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔اے اللہ! وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟اس لئے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اوراس کے ذریعے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگا۔ [۱]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے گھر محفل میلاد:

چنانچہ وہ خودتحریرفرماتے ہیں کہ فقیر کے مکان پر سال میں دومجلسیں،ایک ذکر وفات دوسری ذکرشہادت حسنین ہوتی ہیں۔سینکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں درودشریف وقرآن شریف پڑھاجاتا ہے وعظ ہوتا ہے پھرسلام پڑھاجاتا بعدازاں کھانے پرختم شریف پڑھ کرحاضرین کو کھلایاجاتا ہےاگر یہ سب باتیں فقیرکےنزدیک ناجائزہوتیں توفقیرکبھی نہ کرتا۔ [۲]

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی کاعمل سرکار ﷺ کی بارگاہ میں مقبول:

ان کےصاحبزادےحضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں أخبرني سيدي الوالد قال كنت أصنع في أيام المولد طعاما صلة بالنبي ﷺ فلم يفتح لي سنة من السنين شئي أصنع به طعاما فلم أجد الا حمصا مقلبا فقسمته بين الناس فرأيته ﷺ وبين يديه هذه الحمص متبهجا بشاشا میرےوالد ماجدنے مجھ سے فرمایا کہ:میں میلادشریف میں کھاناپکاکرآنحضرت ﷺ کوتحفہ بھیجا کرتا تھا۔ایک مرتبہ میرے پاس کچھ نہ تھاتوچنےلوگوں کوتقسیم کردیئے پس میں نے رسول اللہ ﷺ کوخواب میں دیکھا کہ وہ بھنے چنےآپ ﷺ کے پاس رکھے ہوئے ہیں اورآپ ﷺ مسکرارہے ہیں۔ [۳]

اذاقة الاثام لمانعی عمل المولد و القیام کےحاشیہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ رقمطراز ہیں اسی التزام سے ہےشاہ عبدالرحیم ولدشاہ ولی اللہ کی وہ حکایت جوانہوں نے الدرالثمین وانتباہ وانفاس العارفین وغیرہامیں ان سےنقل کی کہ ایام وفات اقدس ﷺ میں کچھ کھاناحضور پرنور

---

[۱] اخبارالاخیار۶۲۴مطبوعہ کراچی [۲] فتاوٰی عزیزیہ ص۱۹۹سعیدکمپنی ادب منزل کراچی

[۳] درّ الثمین فی مبشرات النبی الامین ص۴۰ ناشر سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد

ﷺ کی نیاز کا پکایا کرتے ایک سال کچھ نہ ملا بھنے چنوں اور گڑ پر نیاز کر دی نہایت مقبول بارگاہ بے کس پناہ ہوئی۔[1]

محفل میلاد میں رحمت کے انوار اور مقررہ ملائکہ کے انوار ہوتے ہیں:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں میلاد کے روز حضور ﷺ کے مولد مبارک میں تھا اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے اور معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے میں نے اس مجلس میں انوار وبرکات دیکھے **فتاملت تلک الانوار فوجدتها من قبل الملائکة المتوکلین بامثال هذه المشاهد و بامثال هذه المجالس و رأیت بخالطه انوار الملائکة انوار الرحمة** یعنی جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جو ایسی مجلسوں اور مشاہد پر موکل اور مقرر ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت باہم ملے ہوئے ہیں۔[2]

نعمت عظمیٰ:

اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل ومحدّث بریلوی کے والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما حقیقتِ میلاد کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سو حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک شخص یا چند آدمی شریک ہو کر خلوص عقیدت ومحبت حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی ولادت اقدس کی خوشی اور اس نعمت عظمیٰ اعظم نعم الٰہیہ کے شکر میں ذکر شریف کے لئے مجلس منعقد کریں اور حالات ولادت باسعادت ورضاعت و کیفیت نزول وحی وحصول مرتبہ رسالت واحوال معراج وہجرت وارہاصات ومعجزات واخلاق و عادات آنحضرت ﷺ اور حضور کی بڑائی اور عظمت جو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمائی اور حضور کی تعظیم وتوقیر کی تاکید اور خاص معاملات وفضائل وکمالات جن سے اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب

---

[1] الدر الثمین الحدیث الثانی و العشرون ص ۶۱، میلاد وقیام ص ۳۰۳ مکتبہ برکات المدینہ کراچی

[2] فیوض الحرمین ص ۲۷

ﷺ کو مخصوص اور تمام مخلوق سے ممتاز فرمایا اور اسی قسم کے حالات و واقعات احادیث و آثار صحابہ و کتب معتبرہ سے مجمع میں بیان کئے جائیں۔ اور اثنائے بیان میں کتاب خواں و واعظ درود پڑھتا جائے اور سامعین و حاضرین بھی درود پڑھیں۔ بعدازاں ماحضر تقسیم کریں۔ یہ سب امور مستحسن و مندوب ہیں اور ان کی خوبی دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے ثابت۔[1]

بھنگڑا، رقص اور ڈانس بلکہ ہر وہ عمل جو خلاف شرع ہو، اس کو کوئی جائز نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی شخص ان اعمال کو محفل میلاد کا حصہ تصور کرتا ہے تو اسے سخت غلط فہمی ہے۔ اور اسے علماء کی تصانیف کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اگر بعض جہال ایسا کرتے ہیں تو ان کا محاسبہ ضروری ہے۔ لیکن ان کے اس عمل کی وجہ سے محفل میلاد کو بدعت اور خلاف شرع کہنا صراحۃً زیادتی ہے۔ آج تک کسی عالم نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ مسجد سے چونکہ جوتے چوری کر لیے جاتے ہیں اس لئے مسجد نہیں ہونی چاہئے۔ البتہ یہی کہا کہ جوتوں کی حفاظت ہونی چاہئے اور اس کے لئے انتظام کیا جانا چاہئے۔

ہر سال مہینہ، ہفتہ اور دن کو میلاد شریف سے نسبت:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت، مجدد مأۃ حاضرہ، مؤید ملۃ طاہرہ، صاحب الحجۃ القاہرہ مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ رحمۃ القوی نے کتنے پیارے انداز میں جان کائنات ﷺ کا میلاد پاک بیان کر دیا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ اعتراض بالکل لغو ہے کہ مسلمان محافل میلاد بارہ ربیع الاول کے علاوہ باقی ایام میں کیوں منعقد کرتے ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ حضور جس ماہ میں پیدا ہوئے وہ سال میں ایک بار آتا ہے۔ آپ جس تاریخ کو پیدا ہوئے وہ ہر ماہ میں ایک بار ضرور آتی ہے آپ جس دن (پیر کو) تشریف لائے وہ دن ہر ہفتے میں ایک بار ضرور آتا ہے اور آپ جس ساعت میں پیدا ہوئے وہ ساعت ۲۴ گھنٹوں میں ایک بار آتی ہے۔ ثابت ہو گیا کہ میلاد النبی ﷺ سے کوئی ماہ خالی نہیں، کوئی ہفتہ خالی نہیں اور کوئی دن خالی نہیں۔

بخوف طوالت "عمل صالحین" کا انھیں پر اکتفا کرتا ہوں۔

---

[1] اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد و القیام ص ۹۳ دار اہل السنۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع مکتبہ برکات المدینہ کراچی

نواب صدیق حسن بھوپالی کی شہادت:

اب غیر مقلدین کے مجدد اور شیخ الاسلام نواب صدیق حسن بھوپالی کی گواہی پیش کی جاتی ہے تاکہ منکرین میلاد شریف اپنے عقائد پر نظر ثانی کر سکیں۔ نواب صاحب لکھتے ہیں:

جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ [۱]

نواب صدیق حسن بھوپالی مزید قمطراز ہیں:

اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں التزام اس کا کرلیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت و سمت و دل وہدی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔ [۲]

ناظرین کرام! سردار اہلحدیث نواب صدیق حسن بھوپالی نے تو میلاد النبی ﷺ پر خوشی نہ کرنے والے پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ اب خود ہی اہلحدیث حضرات اور دیوبندی حضرات اپنے عقیدہ باطلہ پر غور کریں کیوں کہ "الشمامۃ العنبریہ" وہ کتاب ہے جس کو دیوبندی مکتب فکر کے حکیم الامۃ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب کو لکھتے ہوئے پیشِ نظر رکھا۔ [۳]

غیر مقلدین کے اولین پیشوا ابن تیمیہ کا مذہب:

ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں اگر محفل میلاد کے انعقاد کا مقصد تعظیم رسول ﷺ ہے تو اس کے کرنے والے کے لئے اجر عظیم ہے۔ [۴]

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فرمان:

دیوبندی اکابر کے پیشوا اور پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا

---

۱ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ۱۳۰۵ھ ص ۱۲ ۲ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ۱۳۰۵ھ ص ۵ قادری کتبخانہ جامع مسجد تحصیل بازار سیالکوٹ میں دستیاب ہے ۳ نشر الطیب ص ۳ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور
۴ اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۹ علمیہ بیروت تحقیق محمد حامد الفقی

ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ [1]

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا فرمان "امداد المشتاق" میں بھی موجود ہے جس میں سرور عالم نور مجسم ﷺ کا محفل میلاد شریف میں تشریف آوری کا عقیدہ رکھنا بھی درست قرار دیا ہے۔اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے۔البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔کیوں کہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ [2]

سلام کا بیان قرآن سے

اہل سنت وجماعت کا معمول ہے کہ میلاد شریف کے بعد سلام پڑھتے ہیں۔اس کی اصل ودلیل بھی قرآن عظیم میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۂ مریم میں دو پیغمبروں کی میلاد اوران کی پیدائش کا مفصل تذکرہ فرمایا ہے ایک حضرت یحییٰ علیہ السلام کی میلاد۔دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی میلاد۔ پہلے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری، پھران کی ولادت، پھران کے اوصاف کا تذکرہ فرما کر آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ سَلٰمٌ عَلَیۡہِ یَوۡمَ وُلِدَ وَ یَوۡمَ یَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ یُبۡعَثُ حَیًّا. (پارہ نمبر ۱۶ سورۂ مریم آیت نمبر ۱۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن مردہ (زندہ) اٹھایا جائے گا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر فرمایا کہ حضرت مریم حاملہ ہوئیں۔

---

[1] فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵ مطبوعہ دیوبند

[2] امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق ص ۶۵ مطبوعہ بک کارنر مین بازار جہلم

پھر بستی سے باہر ایک کھجور کے درخت کے نیچے دردِ زہ (بچہ کو جننے کا درد) کی وجہ سے وہ بیٹھ گئیں اور اسی جگہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی پاک دامنی اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ ان سب تذکروں کو ذکر فرما کر اخیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے میلاد کے بعد خود اپنے اوپر سلام پڑھا:

وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا. (پارہ ۱۶ سورۂ مریم آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

مسلمانان اہلسنت جب میلاد شریف کے بعد سلام پڑھتے ہیں تو کچھ بے ادب اور گستاخ لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انہیں ہوش میں آجانا چاہئے کہ وہ کس چیز کا مذاق اڑا رہے ہیں؟ کیا آیات خداوندی، سنت الٰہیہ، اور سنت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑا رہے ہیں؟ اگر معاذ اللہ ایسا خیال ہے تو انہیں اپنے ایمان واسلام کی خبر گیری کرنی چاہئے کہ ایسی بے ادبی اور گستاخی کے بعد ان کا ایمان واسلام باقی رہا یا تباہ و برباد ہو گیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس ایمان و اسلام تھا بھی یا پہلے ہی سے یہ ایمان واسلام سے خالی تھے۔ مثل مشہور ہے کہ عزت اس شخص کی کی جاتی ہے جو عزت دار ہو۔ اور جس کی عزت تھی ہی نہیں تو اس پر کتنے ہی جوتے برسیں اس کی عزت کیسے جائے گی۔

امیر المومنین خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الصلاۃ علی النبی ﷺ امحق للذنوب من الماء البادر للنار و السلام علیه افضل من عتق الرقاب نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم پر درود بھیجنا گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح ٹھنڈا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آپ پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ [1]

ابن قیم کا مذہب:

غیر مقلدوں کے عظیم ہموا ابن قیم لکھتے کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[1] شفاء شریف ص ۶۱ ج ۲ فصل فی فضیلۃ الصلوۃ علی النبی ﷺ

قال رسول اللہ ﷺ ما من مسلم یسلم علی فی شرق و لا غرب الا انا و ملئکۃ ربی یرد علیہ السلام

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان مشرق و مغرب میں ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام بھیجے مگر میں اور میرے رب کے فرشتے اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ [۱]

علامہ سید احمد زین دحلان مکی علیہ رحمۃ الحی فرماتے ہیں:

و من تعظیمہ ﷺ الفرح بلیل ولادتہ و قرأۃ المولد و القیام عند ذکر ولادتہ ﷺ آپ ﷺ کی شبِ ولادت خوشی کا اظہار کرنا اور میلاد پڑھنا اور ذکرِ ولادت کے وقت سلام پڑھنا حضور اکرم ﷺ کی عزت و تعظیم سے ہے۔ [۲]

علامہ محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں:

نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ ﷺ اذ یحضر روحانیتہ ﷺ فعند ذلک یجب التعظیم و القیام ترجمہ: ہاں آپ ﷺ کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام ضروری ہے اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کی روح مبارک تشریف لاتی ہے لہذا جب (روح اقدس تشریف لائے) تو تعظیم و قیام لازم ہوگا۔ [۳]

علامہ عثمان بن حسن محدث دمیاطی اپنے رسالہ اثبات قیام میں تحریر فرماتے ہیں:

القیام عند ذکر ولادۃ سید المرسلین ﷺ امر لاشک فی استحبابہ و استحسانہ و ندبہ یحصل لفاعلہ من الثواب الاوفر و الخیر الاکبر لانہ تعظیم ای تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الخ ترجمہ: سید المرسلین ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ایک ایسا امر ہے جس کے مستحب و مستحسن ہونے میں کوئی شک و شبہہ نہیں۔ قیام کرنے والے کو ثواب کثیر اور فضلِ کبیر حاصل ہوگا کہ قیام تعظیم ہے اور ان نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی ایسی تعظیم کہ جن کی برکت سے کفر کی تاریکیوں سے اللہ تعالیٰ ہمیں نور ایمان کی طرف لایا۔ [۴]

---

[۱] جلاء الافہام ص ۲۵ [۲] الدرر السنیہ فی الرد علی الوھابیہ ص ۱۸ دار الشفقۃ استنبول ترکی، فتاوی رضویہ ج ۲۶ ص ۵۰۹ طبع جدید لاہور [۳] فتاوی رضویہ ج ۲۶ ص ۵۱۱ طبع جدید رضا فاؤنڈیشن لاہور
[۴] اثبات القیام بحوالہ فتاوی رضویہ ج ۲۶ ص ۵۰۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور

علامہ علی بن برہان الدین حلبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قد وجد القیام عند ذکر اسمہ ﷺ من عالم الامۃ و مقتدی الائمۃ دینا و ورعا تقی الدین السبکی رحمہ اللہ تعالیٰ و تابعہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہ۔ ترجمہ: بے شک حضور سید عالم ﷺ کے نام پاک کے ذکر کے وقت قیام کرنا امت کے عالم اور دین وتقویٰ میں ائمہ کے پیشوا امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ سے پایا گیا ہے اور اس قیام پر ان کے زمانہ کے مشائخ اسلام نے ان کی متابعت کی۔[1]

مزید تفصیل وتحقیق درکار ہوتو امام اہل سنت مجدد دین ملت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ رحمۃ القوی کا تصنیف شدہ رسالہ اقامۃ القیامۃ ملاحظہ فرمائیں چند حوالے اس رسالہ سے بھی نقل کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ مبارکہ فتاویٰ رضویہ کے طبع جدید میں جلد نمبر ۲۶ میں موجود ہے

دو سے زائد عیدوں کا ثبوت

نزول نعمت کا دن عید کا دن ہے:

قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ان الفاظ میں منقول ہے:

قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰیَۃً مِّنۡکَ وَ ارۡزُقۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ۝

(پارہ نمبر ۷ سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۱۱۴)

ترجمہ کنز الایمان: عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

سوال : کیا قرآن پاک سے ثابت ہے کہ نعمت خداوندی کے حصول پر عید کا اطلاق کیا جائے؟

جواب : قرآن پاک میں ارشاد ہے: "پارہ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۴"

پیارے پیغمبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے ہم تک یہ سوچ منتقل ہوئی کہ نعمت

[1] انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون باب تسمیۃ ﷺ محمد او احمد ۱/۸۴ داراحیاء التراث العربی بیروت

خداوندی ملنے والے دن کو خصوصیت حاصل ہے یہ عام دن نہیں بلکہ اس دن پر عید کا اطلاق کیا جائے گا۔

یاد رکھیں! جب کوئی فیضان قرآن سے متمتع ہوتا ہے تو شیطان اس فیض کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے یہ بات ہم پر مخفی نہیں کہ شیطان کو عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی نہیں ہے جب یہ مسلمانوں کو خوش ہوتا دیکھتا ہے تو بے لگام ہو جاتا ہے اور معاذ اللہ ایسے وسوسے میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے نہ صرف محدثین، مفسرین، صحابہ و صالحین بلکہ سردار انبیاء ﷺ کی ذات بابرکات پر بھی حرف آتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

شیطان لعین کی بے باکی:

شیطان کہتا ہے کہ کسی دن کو یادگار بنانا یہودیوں کا طریقہ ہے (**معاذ اللہ ثم معاذ اللہ**) اور اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔ (انشاءاللہ آگے ہم دو سے زائد عیدوں کا بیان کریں گے)

دراصل شیطان خود تو محروم ہے دوسروں کو بھی محروم و شقی بنانے کے حربے استعمال کرتا ہے یہ ازلی دشمن خود تو نور ایمان سے عاری ہے اسے سوچ و بچار کی کیا ضرورت۔ یقیناً سوچنا تو ان لوگوں کو چاہئے جنہیں اپنے ایمان کی فکر ہو۔ کیوں کہ یہ شیطانی خیال صحابہ کرام علیہم الرضوان اور حضور پرنور ﷺ کے اعمال مبارکہ کو نشانہ بنا رہا ہے (**معاذ اللہ**) اور یہ وسوسہ شیطان لعین کی بے باکی اور رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی پر مشتمل ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ آیۃ مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وہ خوان ان پر اتوار کو نازل ہوا چنانچہ نصاریٰ نے اس دن کو اپنی عید کا دن قرار دے دیا۔[۱]

غور کیجئے کہ جس دن خوان نازل ہو وہ دن عید قرار پا رہا ہے تو جس دن جان کائنات رحمۃ للعالمین ﷺ اس کائنات میں جلوہ افروز ہوئے وہ دن عید کیوں کر نہ ہوگا جن کے صدقے کل کائنات وجود میں آئی۔

---

[۱] تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۳۹ ادار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع

یوم الجمعہ بھی عید ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "جمعہ کا دن عید ہے۔ لہٰذا تم اس عید کے دن روزہ نہ رکھو البتہ اس صورت میں جب اس کے پہلے یا بعد بھی روزہ ہو (جمعرات، جمعہ یا جمعہ، ہفتہ) [۱]

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے ہاں تمام دنوں سے عظیم ہے اور یہ اللہ کے ہاں یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی افضل ہے" [۲]

حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے ولادت کے دن خوشی منانا اور اسے عید کہنا دیابنہ و غیر مقلدین کے نزدیک دو عیدوں کے سوا تیسری عید بدعت اور شریعت پر افتراء اور زیادتی ہے یہ سراسر الزام ہے جبکہ احادیث مبارکہ میں دو کے علاوہ بھی عید کا ذکر ہے۔ اصل وجہ صرف یہ ہے کہ سرکار ﷺ کی جہاں تعظیم و توقیر ہوتی ہے انہیں اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ آیئے دو عیدوں کے علاوہ مزید دو عیدیں حدیث مبارک میں ملاحظہ فرمائیں۔

مؤطا امام مالک و ابن ماجہ میں ہے **قال رسول اللہ ﷺ ان ھذا یوم عید جعلہ اللہ للمسلمین فمن جاء الی الجمعۃ فلیغتسل و ان کان طیب فلیمس منہ و علیکم بالسواک۔**

یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آج کا یہ دن عید ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے لئے بنایا ہے پس جو جمعہ کے لیے آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ غسل کرے اور اگر خوشبو ہو تو اسے لگائے اور تم پر مسواک لازم ہے۔ [۳]

ترمذی میں ہے **عن ابن عباس انہ قرء الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ و عندہ یہودی فقال لو نزلت ھذہ الآیۃ علینا لاتخذنا ھا عیداً فقال ابن عباس**

---

[۱] المستدرک کتاب الصوم ج ۱ ص ۵۴۴ رقم ۶۲۹ دار الفکر [۲] مشکوٰۃ المصابیح باب الجمعہ الفصل الثالث ص ۱۲۳ مکتبہ رحمانیہ لاہور، سنن ابن ماجہ باب فی فضل الجمعۃ ج ۱ ص ۲۶ [۳] ابن ماجہ باب ما جاء فی الزینۃ ص ۷۸

فانها نزلت فی یوم عیدین فی یوم جمعة و یوم عرفة رواه الترمذی و قال هذا حدیث حسن غریب.

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے **الیوم اکملت لکم دینکم** والی آیت تلاوت کی اس حال میں کہ آپ کے پاس ایک یہودی تھا وہ بولا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ضرور ہم اس دن کو عید بنا لیتے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن میں اتری یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن اس کو ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ [1]

سورۂ مائدہ کی آیت میں اس دن کو بھی عید فرمایا گیا جس دن خوان اترا تو وہ دن صرف ان لوگوں ہی کے لئے عید نہیں جن پر اترا بلکہ اگلے پچھلوں کے لئے عید قرار دیا گیا جس دن خوان اترا اس دن کے عید ہونے میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں کیونکہ اب وہی یہود تمہارے محسن و کرم فرما ہیں البتہ جس دن ساری کائنات کے آقا تشریف لائے اسے عید اور خوشی کا دن کہا جائے تو تمہیں جلن اور تکلیف ہوتی ہے یہ ایک عید قرآن کریم سے ثابت ہوئی جو قیامت تک کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے اس کے علاوہ مذکورہ بالا حدیثوں میں مزید دو عیدوں کا منہ بولتا ثبوت تمہارے منہ میں پتھر پڑ جانے کے لئے اتنا کافی ہے لیکن بخاری میں حدیث شریف ہے **اذا لم تستحی فاصنع ما شئت** بے حیاء و بے شرم ہو جا اور جو جی میں آئے کر اور تاب ہو تو علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۵۰ھ کا فرمان بھی سن لو فرماتے ہیں **فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارکة اعیاداً** اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر جس نے آپ ﷺ کے میلاد مبارک کے مہینے کی تمام راتوں کو عیدیں بنایا۔ ارے دیابنہ اور وہابیہ کو تو ایک دن رات کو عید منانے پر موت آرہی ہے یہاں تو پورے ماہ ربیع النور شریف کی راتوں کو عید بنا دیا گیا۔

جمعہ کو یہ فضیلت کیوں ہے؟

احادیث مبارکہ میں اس چیز کو بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ جمعہ کو یہ فضیلت اس لئے ملی ہے

[1] مشکوٰۃ ص ۱۲۱، ترمذی ص ۱۳۴ ج ۲۔

کہ اس میں عبادت الٰہی کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔[۱]

باقی دنوں میں دیگران اشیاء کو پیدا کیا گیا جن سے انسان استفادہ کرتا ہے اور اس روز خود انسان کو پیدا کیا گیا تو نعمت وجود (جو تمام نعمتوں کی اصل ہے) پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا زیادہ اہم ہے لہٰذا اس روز کی عبادت بھی دوسرے ایام سے اولیٰ ہوگی۔

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ وہ دن تمام ایام حتیٰ کہ دونوں عیدوں سے بھی افضل قرار پا گیا۔ چنانچہ ابن ماجہ ابولبابہ بن عبد المنذر اور احمد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید الاضحیٰ و عید الفطر سے بھی بڑا ہے (اس لئے کہ) اس میں پانچ خصلتیں ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ (۲) اور اسی دن زمین پر اتارا۔ (۳) اور اسی دن انہیں وفات دی۔ (۴) اور اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ اسے دے گا جبتک حرام کا سوال نہ کرے۔ (۵) اور اسی دن قیامت قائم ہوگی کوئی فرشتۂ مقرب و آسمان و زمین اور ہوا اور پہاڑ اور دریا ایسا نہیں کہ جمعہ کے

---

[۱] امام احمد المسند مسند المدینین حدیث اوس بن ابی اوس الثقفی رقم ۱۶۱۶۲ اص ۶۳ ۴ ج ۵، سنن دارمی باب فی فضل الجمعۃ رقم ۱۵۷۲ اص ۴۴۵ ج ۱، سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب فی الاستغفار رقم ۱۵۳۱ اص ۲۲۶ و نسائی کتاب الجمعۃ باب اکثار الصلوۃ الخ رقم ۱۳۷۰ اص ۸۹ ج ۳ و سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ الخ رقم ۱۶۳۶ اص ۲۷۴ و صحیح ابن حبان کتاب الرقائق ذکر نفی ☆ عن رقم ۹۰۷ ص ۲۰۵ و صحیح ابن خزیمہ کتاب الجمعۃ باب فضل الصلاۃ علیٰ النبی رقم ۱۷۳۳ اص ۱۱۸ ج ۳ و دار قطنی و حاکم مستدرک کتاب الجمعہ رقم ۱۰۲۹ اص ۴۰۵ ج ۱ و بیہقی سنن کبریٰ کتاب الجمعۃ باب مایومر بہ فی لیلۃ الجمعۃ و یومھا من کثرۃ الصلوۃ ص ۲۴۸ ج ۳ و ابونعیم و عبد الغنی وغیرھم نے حضرت اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی جس میں رسول ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ تمہارے دنوں میں افضل ہے اور اس کی وجہ فضیلت ارشاد فرمائی کہ فیہ خلق آدم اسی میں آدم پیدا کیے گئے پھر اس پر تفریع فرمائی کہ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ تو اس دن مجھ پر درود بکثرت بھیجو کہ تمہارے درود میرے حضور پیش کیے جاتے ہیں ابن خزیمہ و ابن حبان و دار قطنی نے اس حدیث کی تصحیح کی حاکم نے کہا بر شرط بخاری صحیح ہے المستدرک کتاب الجمعۃ امام عبد الغنی و امام منذری نے کہا حسن ہے (الترغیب والترھیب کتاب الذکر و الدعا الترغیب فی اکثار الصلوۃ علی النبی ﷺ تحت رقم ۳ ص ۳۲۹ ج ۲، رشاقۃ الکلام فی حواشی اذاقۃ الاثام تصنیف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ دار اھل السنۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع مکتبہ برکات المدینہ کراچی۔

دن سے ڈرتا نہ ہو۔ [1]

پھر اس میں ہمیشہ ایک گھڑی ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ مسلمان کی دعا قبول فرماتا ہے ظاہر ہے کہ وہ گھڑی وہی ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ تو آپ خود غور فرمائیں اس دن اور اس ساعت کا کیا عالم و مرتبہ ہوگا جس میں تمام اولین و آخرین کے سردار کی تشریف آوری ہوئی۔

دل افروز ساعت میں دعا کی مقبولیت کا عالم کیا ہوگا؟

امام ابن الحاج جمعہ کے بارے میں یہ بیان کرتے ہیں کہ جس گھڑی حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اس میں مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے، فرماتے ہیں کہ اس گھڑی میں دعا کی مقبولیت کا کیا عالم ہوگا جس میں اللہ کے حبیب اور فخر آدم کی تشریف آوری ہوئی۔

ترجمہ: بلاشبہ جس نے وہ ساعت پائی جس میں رحمت عالم ﷺ کا ظہور ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ اپنی مراد پانے میں ضرور کامیاب ہوگا کیوں کہ جب وہ ساعت جمعہ جسے تخلیق آدم کی وجہ سے فضیلت حاصل ہوئی اس میں دعا مقبول ہوتی ہے تو کیا عالم ہوگا اس ساعت کا جس میں اولین و آخرین کے سردار کی تشریف آوری ہوئی۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں اگرچہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت (گھڑی) ہوتی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے مگر پیر کی اس ساعت مبارک کا کیا مقابلہ کر سکتی ہے جس میں دونوں جہاں کی رحمت نازل ہوئی۔ [2]

امام مالک سے پوچھا گیا کہ سب دنوں میں کون سا دن افضل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیر کا دن سب دنوں سے افضل ہے۔ عرض کیا گیا حدیث شریف میں تو جمعہ کو افضل دن قرار دیا گیا ہے پھر آپ پیر کے دن کو افضل کیوں کہہ رہے ہیں؟ فرمایا جمعہ تو وہ دن ہے جو حضور ﷺ کے صدقے میں ہمیں ملا ہے اور پیر وہ دن ہے جس دن مصطفیٰ ﷺ ہمیں ملے ہیں لہٰذا پیر کا دن

---

[1] بہار شریعت ج ا حصہ چہارم ص ۸۶ مکتبہ رضویہ کراچی، احمد مسند، مشکوٰۃ باب الجمعۃ الفصل الثالث، سنن ابن ماجہ ج ا ص ۷۶ باب فی فضل الجمعۃ، امجد الاحادیث ج ا ص ۴۰۶

[2] مدارج النبوۃ ص ۲۰ ج ۲

تمام دنوں سے افضل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ: شب میلاد النبی ﷺ شب قدر سے افضل ہے۔ کیوں کہ شب قدر میں قرآن نازل ہوا۔ اس لئے وہ ہزار مہینوں سے افضل قرار پائی تو جس شب میں صاحب قرآن آیا وہ کیونکر شب قدر سے افضل نہ ہوگی۔ اگر سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت نہ ہوتی تو نہ قرآن نازل ہوتا اور نہ ہی شب قدر عطا کی جاتی۔ معلوم ہوا کہ شب قدر ہمیں ملی حضور ﷺ کے صدقے میں، قرآن ہمیں ملا حضور ﷺ کے صدقے اور حقیقت یہ ہے کہ ایمان ملا تو حضور ﷺ ہی کے صدقے میں اور رحمٰن ہمیں ملا تو وہ بھی حضور ﷺ ہی کے صدقے میں۔ بلکہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل ومحدّث بریلوی کے الفاظ میں یوں کہیئے۔

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے[1]

شب میلاد مبارک لیلۃ القدر سے افضل ہے:

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ ماثبت بالسنۃ میں ارقام فرماتے ہیں جس کا اردو خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"شب میلاد مبارک لیلۃ القدر سے بلاشبہ افضل ہے اس لئے کہ میلاد کی رات خود حضور ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر حضور ﷺ کو عطا کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات مقدسہ سے شرف ملا وہ اس رات سے ضرور افضل قرار پائے گی جو حضور ﷺ کو دیئے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے۔ نیز لیلۃ القدر نزول ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد بنفس نفیس حضور ﷺ کے ظہور مبارک سے شرف یاب ہوئی اور اس لئے بھی کہ لیلۃ

[1] امام احمد رضا حدائق بخشش دوم ص ۷۸ رضا اکیڈمی بمبئی

القدر میں حضور ﷺ کی امت پر فضل واحسان ہے اور **لیلۃ المیلاد** میں تمام موجودات عالم پر اللہ تعالیٰ نے فضل واحسان فرمایا کیونکہ حضور رحمۃ للعالمین ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمام خلائق اہل سموات والارضین پر عام ہوگئیں............انتہی۔[1]

امام قسطلانی نے بھی مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۲۶، ۲۷ مطبوعہ مصر پر لیلۃ القدر پر شب میلاد کے افضل ہونے پر یہی دلائل قائم فرمائے اور اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔

ہر سال، ہر ماہ، ہر ہفتہ اور ہر روز عید میلاد منانا جائز ہے:

وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (پارہ نمبر۱۳، سورۂ ابراہیم، آیت نمبر ۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور انھیں اللہ کے دن یاد دلا۔

اس آیت کریمہ میں مطلق ارشاد فرمایا گیا ہے اس میں یہ پابندی عائد نہیں کی گئی ہے کہ کسی مخصوص نعمت سے متعلقہ دن کو کسی خاص وقت میں ہی یاد کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک شب قدر میں نازل فرمایا۔ شب قدر ہر سال میں ایک مرتبہ ضرور آتی ہے مگر قرآن پاک ہر سال نازل نہیں ہوتا، تاہم شب قدر کو منانا نہ صرف جائز بلکہ باعث بلندی درجات ہے۔ اسی طرح حضور پر نور ﷺ ماہ ربیع الاول میں بروز پیر شریف، بارہ تاریخ کو پیدا ہوئے۔ چنانچہ آپ ﷺ جس ماہ میں دنیا میں جلوہ افروز ہوئے وہ ماہ مبارک بھی سال میں ایک مرتبہ ضرور آتا ہے۔ آپ ﷺ جس تاریخ کو پیدا ہوئے وہ ہر ماہ میں ضرور آتی ہے آپ ﷺ جس دن دنیا میں تشریف فرما ہوئے وہ دن ہفتے میں ضرور آتا ہے اور جس لمحے جلوہ افروز ہوئے وہ ساعت (وقت) ہر دن میں ضرور آتی ہے۔ لہٰذا عید میلاد النبی ﷺ ہر سال، ہر ماہ، ہر ہفتے اور ہر روز منانا جائز اور باعث فلاح دارین ہے۔

اگر یہ گفتگو پیش نظر رہے تو بہت سے معاملات از خود حل ہو جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا ذکر خیر ہر حال میں باعث برکت وسعادت ہے۔ جس امتی کو یہ نصیب ہو جائے اس پر اللہ کا فضل واحسان ہے۔

---

[1] ماثبت بالسنہ، ص ۵۹

لیکن محافل میلاد منعقد کرنے والوں کا یہ فریضہ ہے کہ خاص کر ایسی مبارک محافل کو غیر شرعی حرکات سے محفوظ رکھیں تا کہ کسی بدعملی کی وجہ سے اللہ کے پیارے محبوب کے ذکر کی محفل پر حرف نہ آئے اور مخالفت کرنے والوں سے گذارش ہے کہ برائیوں کے خلاف ضرور آواز اٹھائیں لیکن محفل میلاد کو مخالفت کا موضوع نہ بنائیں کیوں کہ یہ سراسر ذکر نبوی ﷺ ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہایت ہی پسند ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اعتدال کی راہ پر چلنے کی توفیق دے۔

آمین بجاہ سید المرسلین!

پیارے بھائیو!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خوان اتارا تو وہ دن عید ہوا، یوم الجمعہ بھی عید، احادیث میں یوم عرفہ اور ایام تشریق کو بھی عید کہا گیا جب یہ دن افضل اور دعاؤں کی قبولیت کے بہترین دن قرار دیئے گئے تو اس دن کا کیا عالم ہوگا جس دن اور جس ساعت حضور نبی کریم ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں جس رات حضور نبی کریم ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے وہ رات سب راتوں سے افضل رات "لیلۃ القدر" سے بھی افضل ہے کیوں کہ لیلۃ القدر میں قرآن نازل ہوا اس لئے اس رات کو سب سے افضل رات قرار دیا تو اس رات کی فضیلت کا کیا عالم ہوگا جس میں خود صاحب قرآن تشریف لائے اگر صاحب قرآن تشریف نہ لاتے تو قرآن بھی نازل نہ ہوتا۔

اس دن کے شایانِ شان کوئی لفظ ہی نہیں:

اب تک جو حوالہ جات ہم نے دیئے ان سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کا یوم ولادت تمام ایام سے عظیم تر ہے۔ کوئی جمعہ اور عید اس کے ہم پلہ نہیں۔ اگر ہم اس کی عظمت کا لحاظ کریں تو لفظ عید بھی اس کے شایان شان نہیں۔ چونکہ ان سے بڑھ کر ہمارے پاس کوئی لفظ ہی نہیں لہٰذا عید کا ہی اطلاق کر دیتے ہیں۔ کیا ہی خوب کہا شیخ محمد علوی مالکی نے کہ عید کی خوشیاں آتی ہیں گزر جاتی ہیں مگر آپ ﷺ کی آمد سے مخلوق خدا کو جو خوشی (عید) نصیب ہوئی وہ ختم ہونے والی ہی نہیں

بلکہ وہ دائمی ہے۔

ترجمہ:۔ ہم یوم ولادت مصطفوی ﷺ کو عید کا نام نہیں دیتے کیوں کہ اس کا درجہ تو عید سے کہیں بلند ہے۔ اسلام میں جو دو عیدیں ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ وہ دونوں سال میں ایک ہی دفعہ آتی ہیں لیکن آپ کا ذکر مبارک اس سے کہیں بلند ہے کہ وہ سال میں ایک دفعہ ہی ہو ہرگز مناسب نہیں بلکہ ہر مسلمان کو تمام عمر آپ کے ذکر و فکر، محبت، سنت پر عمل اور آپ کے ساتھ تعلق میں بسر کرنی چاہئے۔[۱]

اس کے بعد یہ عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ حضور ﷺ کا ظہور قدسی اور ولادت مقدسہ مؤمنین کے حق میں کمال فرحت و سرور کا موجب ہے جس کا اظہار محافل میلاد انواع و اقسام کے کھانے خیرات وصدقات کی صورت میں اہل محبت مؤمنین مخلصین ہمیشہ کرتے رہے جو لوگ اسے بدعت و ناجائز کہتے ہیں ان پر اتمامِ حجت کے لئے قرآن و حدیث و عبارات علماء؛ محدثین کی تصریحات تفصیل سے پیش کی جا چکی ہیں (واللہ ولی التوفیق)

یومِ ولادت پر ایک نظر:

(۱) حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ صحیح سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں:

عن عفان عن سعید بن مینا عن جابر و ابن عباس انهما قالا ولد رسول الله ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاول.

ترجمہ:۔ عفان سے روایت ہے وہ سعید بن مینا سے راوی ہیں کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں بروز پیر بارہ ربیع الاول (بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء) کو ہوئی۔[۲]

اس بات پر سب ہی کا اتفاق ہے اس میں کسی نے کچھ اختلاف نہ کیا "کہ حضور سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم کی ولادت باسعادت پیر (سوموار) کے دن ہوئی اور صحیح، مشہور اور قول جمہور یہی ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ تھا۔

---

[۱] المورد الروی ص ۳۲ [۲] بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی جلد ۲ ص ۱۸۹ مطبوعہ بیروت، البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۵ مطبوعہ بیروت

حضور کی ولادت باسعادت بروز پیر بارہ (۱۲) ربیع النور شریف ہی صحیح ترین اور مشہور ہے اور یہی قول جمہور ہے اس سلسلے میں ہم نے ایک روایت اوپر درج کی جس کو امام بخاری وامام مسلم کے استاذ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا جن کے متعلق امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بڑھکر حافظ حدیث نہیں دیکھا اور محدث ابن حبان فرماتے ہیں کہ ابوبکر عظیم حافظ الحدیث ہیں اور اس سند حدیث کے دوسرے راوی ہیں ابوبکر کے استاذ عفان ہیں جو بلند پایہ امام ثقہ تام الضبط واتقان ہیں۔[۱]

اور تیسرے راوی سعید بن مینا ہیں یہ بھی ثقہ مانے جاتے ہیں۔[۲]

اور چوتھے راوی دو جلیل القدر صحابہ ہیں جن کی ثقاہت پر امت کا اجماع اور خود شارع علیہ السلام نے ان حضرات کی شان عظمت کا خطبہ پڑھا۔

(۲) ابن ہشام متوفی ۲۱۳ھ محمد بن اسحاق سے اپنی کتاب السیرۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں ولد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول عام الفیل.[۳]

ابن خلدون جو تاریخ وفلسفہ تاریخ کے امام وموجد کا درجہ رکھتے ہیں اتنا اضافہ کیا ہے لاربعین سنۃ من ملک کسریٰ نوشیرواں. ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ کی ولادت پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو عام فیل میں ہوئی بادشاہ کسریٰ نوشیرواں کی حکومت کا چالیسواں سال تھا۔[۴]

اسی مضمون یعنی نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی تاریخ ولادت ماہ ربیع الاول پیر کے دن ہوئی کو بیان کرنے والے ایک دو نہیں تیس سے زائد مصنفین ہیں جن میں سے اکثر وبیشتر ایسے ہیں جو صرف اہلسنت وجماعت بریلوی ہی کے نزدیک معتمد ومستند نہیں بلکہ وہابیہ ودیابنہ اور نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین) کے بھی معتمد ہیں بلکہ بہت سے ایسے بھی ہیں جو انہیں کے مقتداء وپیشواء اور امام ومجدد مانے جاتے ہیں یہاں صرف ان مصنفین کے نام اور کتاب صفحہ نمبر کے

---

[۱] خلاصۃ التہذیب ص ۲۶۸ بیروت
[۲] خلاصۃ التہذیب ص ۱۴۳ مطبوعہ بیروت تقریب ۱۲۶
[۳] السیرۃ النبوۃ ص ۱۲۸ علمیہ بیروت
[۴] ابن خلدون ص ۷۱۰ ج ۲

ساتھ درج کیے جاتے ہیں:

اپنوں اور غیروں کے معتمد مصنفین:

(۱) حافظ ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ الوفا لابن جوزی ص ۷۹۰ (۲) ابن جوزی بیان میلادِ نبی ص ۳۱ (۳) امام حاکم عبد اللہ المستدرک ص ۶۰۳ ج ۲ (۴) ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ المورد الروی ص ۹۶ (۵) امام شہاب الدین قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ المواھب اللدنیہ ص ۳۴ (۶) امام محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ زرقانی علی المواھب ص ۱۲۳ (۷) ابن جریر طبری تاریخ طبری ص ۱۲۵ ج ۲ (۸) علامہ ابو الحسن علی بن محمد الماوردی اعلام النبوۃ ص ۱۹۲ (۹) ابن خلدون تاریخ ابن خلدون ص ۷۱۰ ج ۲ (۱۰) محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ص ۲۳ ج ۲ (۱۱) قاضی ابو الفضل عیاض نسیم الریاض (۱۲) ابن جرار یہ بارہویں کے طفیل بارہ حوالے بارہویں والوں کے معتمد ہیں اگرچہ ان حضرات کو بارہویں کے شرک کہنے والے بھی مانتے ہیں۔ اب خالص انہیں کے ہمنوا و پیشوا کے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

خالص غیروں کے معتمد مصنفین:

(۱) غیر مقلدوں کے مجدد و شیخ الاسلام نواب صدیق حسن بھوپالی الشمامۃ العنبریہ ص ۷ (۲) بانی فرقۂ نجدیہ وہابیہ و غیر مقلدین کے بیٹے عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی مختصر سیرت الرسول (۳) محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد سید الکونین ص ۵۹ (۴) محمد رستم قاسمی سیرتِ پاک ص ۲۲ (۵) مفتی محمد شفیع عثمانی دار العلوم کراچی سیرت خاتم الانبیاء ص ۱۸ (۶) مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی تاریخ اسلام ص ۳۵ (۷) بانی جماعت اسلامی مولوی ابو الاعلیٰ مودودی سیرت سرور عالم ص ۹۳، ۹۴

اکثر کے معتمد مصنفین:

(۱) ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ البدایہ والنہایہ ص ۲۶۰ ج ۲ (۲) ابن کثیر سیرت ابن کثیر ص ۱۹۹ ج ۱ (۳) علامہ نور الدین حلبی متوفی سیرت حلبیہ ص ۵۷ ج ۱ (۴) قاہرہ یونیورسٹی کے

امین محمد رضا محمد رسول اللہ ص ۱۹ (۵) جامعہ از ہر مصر کے محمد صادق ابراہیم عرجون محمد رسول اللہ ص ۱۰۲ ج ۱ (۶) حافظ ابوالفتح محمد بن محمد عبداللہ شافعی اندلسی عیون الاثر ص ۲۶ ج ۱ (۷) محمد ابو زہرہ خاتم النبیین ص ۱۱۵ ج ۱ (۸) شیخ محمد الصبان مصری نور الابصار ص ۹ (۹) علامہ معین کاشفی معارج النبوۃ ص ۸۰ (۱۰) ابن ہشام السیرۃ النبوۃ ص ۱۷۱ ج ۱

رضوی بریلوی علماء:

(۱) محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بہ السنۃ ص ۹۸ (۲) علامہ یوسف نبہانی انوار محمدیہ ص ۱۸ (۳) امام احمد رضا بریلوی فتاوی رضویہ ص ۲۵ ج ۱۲ (۴) امام یوسف نبہانی حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۲۱ ج ۱ (۵) علامہ نور بخش توکلی سیرت رسول عربی ص ۴۳ (۶) علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی سیرت مصطفےٰ ص ۵۵ یہ پینتیس (۳۵) حوالے حضور اقدس ﷺ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول بروز پیر ہونے پر روشن اور بین دلیل ہے اتنے کثیر ثبوت کے باوجود بلکہ خود اپنے باپ کی جو نہ مانے اس کا کوئی علاج نہیں سوائے اس کے کہ اسے پاگل خانہ میں جمع کردیا جائے۔

علامہ احمد بن محمد القسطلانی الشافعی المصری فرماتے ہیں "اور مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور یہی محمد بن اسحٰق و دیگر علماء نے فرمایا ہے اور اس پر اہل مکہ کا قدیماً و حدیثاً عمل ہے کہ وہ آج تک اسی تاریخ کو آپ ﷺ کے پیدا ہونے کی جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔[۱]

علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ نے "زرقانی شریف" میں علامہ ابن اثیر نے "کامل ابن اثیر" میں، ابن ہشام نے "سیرت ابن ہشام" میں، علامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری نے "تاریخ طبری" (جلد سوم) میں بارہ ربیع الاول کو ہی یوم ولادت بیان فرمایا ہے۔ تفصیل فتاوی رضویہ ج ۱۲، ص ۲۴ تا ۲۷ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی پر ملاحظہ کریں۔[۲]

فائدہ: شیطان لعین نے اب ایک نئے طریقہ سے عید میلاد النبی کو خوشی منانے سے روکنے کا

[۱] المواہب اللدنیہ مع الزرقانی ۱/۲۴۸ علمیہ بیروت [۲] تفصیل فتاوی رضویہ ج ۱۲ ص ۲۴ تا ۲۷ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی پر ملاحظہ کریں

ہتھکنڈہ نکالا ہے کہ "حضور کی تاریخ ولادت ۸ ربیع الاول ہے اور وفات ۱۲ ربیع الاول ہے" جس کو ایک ایسی بزم نے چھاپا جس کا ساتوں آسمان تک کہیں وجود نہیں محض فراڈ دھوکہ ہے اور اس بات کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کیا گویا یہ بتانا چاہتا ہے کہ سنی حضرات حضور کا جشن میلاد نہیں بلکہ جشن وفات مناتے ہیں۔ شیطان لعین اور اس کے چیلوں کی ہمیشہ سے یہ روش رہی ہے کہ گمراہ کرنے کے لئے ہر روپ کو اختیار کرو تا کہ گمراہ کرنے میں آسانی و کامیابی ہو یہی ہتھکنڈے دیوبندیوں کے اکثر پیشواء نے استعمال کئے ایک حوالہ بطور استشہاد پیشِ خدمت ہے۔

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

یہ بھی انسان کی عین فطرت ہے کہ وہ برائی کی کھلی دعوت کو کم ہی قبول کرتا ہے عموماً اسے جال میں پھانسنے کے لئے ہر داعی شر کو خیر خواہ کے بھیس میں آنا پڑتا ہے۔[1]

بارہ ربیع الاول کو یوم وصال ناممکن ہے:

بعض شان میلاد کے منکرین نے اپنی اپنی کتابوں میں بارہ ربیع الاول کو "یوم وصال" قرار دے کر اہل اسلام کو غلط تاثر دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ حالانکہ قانون ہیئت وتقویم (علم فلکیات) کے لحاظ سے یہ کسی طرح ممکن نہیں۔ چنانچہ اس بارے میں مکمل تحقیق فتاویٰ رضویہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق قبول کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

بارہ ربیع الاول حضور پر نور ﷺ کا "یومِ ولادت" ہے، "یومِ وفات" نہیں

معتبر روایات سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ پیر (سوموار) کے دن دنیا میں جلوہ افروز ہوئے اور پیر (سوموار) کے دن ہی آپ ﷺ کا وصال شریف ہوا۔ تاریخ وفات کے متعلق محققین ومورخین کی مختلف آراء ہیں لیکن یہ بات طے ہے کہ "تاریخ وفات" بارہ ربیع الاول ہرگز نہیں کیوں کہ یہ بات نہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور نہ ہی تابعین وتبع تابعین سے ثابت ہے۔ قانون ہیئت وتقویم کی رو سے بھی "بارہ ربیع الاول" کو "یوم وصال" ناممکن

[1] تفہیم القرآن ص۱۶ ج۲ مطبوعہ لاہور

ہے۔ محققین ومورخین اسلام امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن السہیلی متوفی ۵۸۱ھ، امام محمد شمس الدین الذہبی، ابن عساکر، ابن کثیر، علی بن برہان الدین الحنبلی، امام نورالدین سمہودی متوفی ۹۱۱ھ وغیرہم نے یوں ہی بیان فرمایا ہے۔ امام شافعی متوفی ۲۹۸ھ نے مراۃ الجنان میں اور امام ابن رجب حنبلی دمشقی نے اللطائف والمعارف میں بیان کیا جیسا کہ مولوی عبدالحی نے اپنے فتاوی عبدالحی ص ۱۰۳ ج ۱ میں بیان کیا ہے۔

فتاویٰ رضویہ ص ۲۵ ج ۱۲ میں علامہ ابن حجر اور مسلم شریف کی حدیث کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں بالاتفاق دوشنبہ صرح به العلامة ابن حجر فی افضل القریٰ سید عالم ﷺ پیر کے دن کو فرماتے ہیں ذلک یوم ولدت فیه میں اسی دن میں پیدا ہوا ہوں رواہ مسلم عن ابی قتادة رضی الله عنه نیز نسیم الریاض میں تلقیح سے ہے اتفقوا علی انه ولد یوم الاثنین فی شهر ربیع الاول غرض تاریخ پیدائش میں سات اقوال مختلفہ ہیں ۲، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۷، ۱۸، ۲۲ مگر اشہر واکثر وماخوذ ومعتبر بارہویں تاریخ ہے اور مکہ معظمہ میں اسی تاریخ کو مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں کما فی المواهب و المدارج اور خاص اسی مولد شریف میں اسی تاریخ میں مجلس میلاد مقدس ہوتی رہی علامہ قسطلانی اور فاضل زرقانی فرماتے ہیں المشهور انه ﷺ ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول و هو قول محمد بن اسحاق امام المغازی وغیره ابھی عقل کے اندھوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ جب کسی بات میں اختلاف ہو تو جس کو ترجیح وتقویت حاصل ہوتی ہے اسی کو قابل عمل قرار دیا جاتا ہے نہ سمجھ میں آئے تو اپنے کو اخور مولویوں کے فتاوے دیکھو اگر حلال جانور کھاتے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اس قدر بغض وعناد نہ ہوتا اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے حضور اقدس ﷺ کی تاریخ وفات کے سلسلے میں بھی یہ بات حتمی ویقینی ہے جس میں بالکل شک وشبہ اور نزع کی گنجائش نہیں کہ وفات اقدس ماہ ربیع الاول بروز دوشنبہ (پیر) کو ہوئی فتح الباری شرح صحیح البخاری، مواہب اللدنیہ اور شرح زرقانی میں ہے ثم ان وفاته ﷺ فی یوم الاثنین کما ثبت فی

الصحیح عن انس و رواہ ابن سعد باسانیدہ عن عائشۃ و علی و سعد و عروۃ و ابن المسیب و ابن الشہاب وغیرھم اور یہ بات بھی بلاشک وشبہ ثابت ہے کہ اس ربیع الاول سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اس کی پہلی تاریخ جمعرات کو تھی کیونکہ حجۃ الوداع شریف بلاشبہ جمعہ کو ہوا کما فی احادیث الصحاح اور جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ جمعہ کو تھی تو ۲۹ ذی الحجہ جمعرات کو ہوئی تو ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کسی صورت پیر کے دن نہیں ہو سکتی کہ اگر ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں ماہ ۳۰ ایام کے لئے جائیں تو یکم ربیع الاول بدھ کو ہو گی اور حضور اقدس ﷺ کی وفات پیر کے دن ہونا آفتاب نیمروز سے زیادہ تابناک ہو چکی ہے کہ اس حساب سے ۶ اور ۱۳ ربیع النور پیر کو ہوتی ہے اور تینوں مہینوں کو ۲۹ کا مانیں تو یکم ربیع الاول اتوار کو ہوتی ہے اس حساب سے پیر کو ۲ اور ۹ ربیع الاول ہوتی ہے اور اگر ان تینوں ماہ میں سے کسی ایک کو ۲۹ باقی دو کو ۳۰ کا مہینہ مانیں تو یکم ربیع النور منگل کو ہو گی اور پیر کو ۷ اور ۱۴ ربیع النور پڑے گی اور کسی ایک ماہ کو ۳۰ کا باقی دو کو ۲۹ کا مانیں تو پہلی پیر کو ہو گی پھر پیر کو ۸ ویں اور ۱۵ ویں ہو گی غرض کسی حساب سے پیر کو بارہویں ربیع الاول نہیں ہوتی اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں بنتی۔

اشکال: جشن میلاد النبی ﷺ سے عداوت و بغض رکھنے والے کہتے ہیں کہ ابن کثیر نے البدایہ و النہایہ ص ۲۵۶ ج ۵ میں حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ کا وصال بارہ ربیع الاول کو ہوا؟۔

جواب: گذشتہ پیرائے میں بہت سے عظیم پیشواؤں کی کتابوں سے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ بارہ ربیع الاول کسی طرح حضور اکرم ﷺ کی تاریخ وفات و وصال ہرگز نہیں البتہ تاریخ ولادت ضرور ہے اور اس سلسلے میں ہم ایک دو حوالے نہیں بے شمار حوالے نقل کر چکے ہیں ہوش کے ناخن لو اور کم سے کم اپنے پیشواؤں کا خیال کر لو اب رہی مذکورہ روایت تو اس کا جواب بھی سن لو کہ اس روایت کی سند میں محمد بن عمر الواقدی ایک راوی ہے جس کے متعلق امام اسحاق بن راویہ، امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم رازی، امام نسائی عبد الرحمٰن حضرات نے بالاتفاق فرمایا کہ واقدی اپنی

طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ واقدی ثقہ یعنی قابل اعتبار نہیں بلکہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں واقدی کذاب تھا جو ردو بدل کر دیتا تھا۔ اور امام بخاری ' ابو حاتم رازی نے واقدی کو متروک الحدیث فرمایا ابن عدی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں امام ذہبی فرماتے ہیں واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر ائمۂ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔ ؎

نہایت ادنیٰ تحقیق کا بھی یہی نتیجہ ہے چونکہ نو ذی الحجہ ۱۰ھ کو حضور پرنور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا، اس تاریخ (نو ذی الحجہ) جو جمعۃ المبارک کا دن تھا (یہ بات اپنوں اور بیگانوں کی کتابوں سے ثابت ہے) اس لئے اس تاریخ سے حساب شروع کر کے، چاند کے طلوع وغروب ہونے کی نسبت سے ذی الحجہ، محرم اور صفر کے ایام کی تعداد انتیس اور تیس تصور کر کے ممکنہ آٹھ صورتوں میں حساب بنایا گیا تاہم کسی صورت میں بھی ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر (سوموار) کا دن نہیں آتا جب کہ اس حساب کو ماضی کی جانب لوٹانے پر پیر (سوموار) کے دن بارہ ربیع الاول "تاریخ ولادت" تو ثابت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ایسی تمام تر تحریریں اور تقریریں جن میں بارہ ربیع الاول کو "یوم وصال" ظاہر کیا جائے، جھوٹ پر مبنی ہیں۔ چنانچہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ دائرۂ کذب سے نکل کر دائرۂ حق یعنی اہل سنت و جماعت میں شامل ہو کر اس کی سچی تعلیمات کو اپنایا جائے تاکہ فلاح دارین حاصل ہو۔ (تفصیل فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۷ تا ۳۳ پر ملاحظہ کریں)

الحمد للہ عزوجل ایک بار پھر اپنے بے پایاں رحمتیں اور برکتیں لئے عید میلاد النبی ﷺ کی آمد آمد ہے۔ ہلال ربیع النور کی جلوہ گری کیا ہوتی ہے بس ہر طرف باغ عالم میں بہار آ جاتی ہے اور عاشقان میلاد مصطفیٰ ﷺ کے سینوں میں دل جھوم جھوم اٹھتے ہیں۔

رات کو دھوم دھام سے محافل میلاد کا انعقاد کر کے ذوق وشوق سے نعتیں پڑھیے اور صبح صادق کے وقت رقت کے ساتھ درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے صبح بہاراں کا استقبال

؎ میزان الاعتدال ۳/ ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵ دار الفکر بیروت

کیجئے۔اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ اس مبارک دن کو منایئے۔خواتین بھی اپنے گھروں میں صبح صادق کے وقت صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کریں۔

مسلمان بھائیو! بارھویں شریف منانے کے دلائل قرآن وحدیث میں بے شمار ہیں اور کئی ضخیم مایہ ناز کتابیں بھی اسی موضوع پر ہیں لیکن ہم کتنے ہی دلائل پیش کریں بدمذہب، گمراہ اور بے دین لوگ نہیں مانیں گے۔ کیونکہ یہ ان کی ہٹ دھرمی اور ضد ہے۔اور کوئی دلائل مانگے تو کہہ دیں میں بارہویں شریف کو بغیر دلیل کے مانتا ہوں اور اس میں ہمارے ایمان کی حفاظت ہے کیونکہ ہمیں علم نہیں اور ہمارے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نکل جائے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کا باعث ہو تو ہماری دنیا اور آخرت برباد ہو جائے گی اس ضمن میں ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں۔

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ جو کہ بہت پائے کے مفسر اور بہت بڑے محدث تھے جب ان کے انتقال کا وقت قریب آیا تو شیطان ان کے پاس آ گیا اور کہا کہ ثابت کیجئے کہ اللہ ایک ہے۔امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ نے تقریباً ۳۶۰ دلائل دیئے اور شیطان نے اپنے دلائل سے سب کو رد کر دیا۔امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ کے شیخ (پیر) نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ نے اپنی روحانی طاقت سے دیکھ لیا کہ یہ میرے مرید کا آخری وقت میں ایمان خراب کرنے آیا ہے تو انہوں نے کہا کہ اے رازی! شیطان کو کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں اللہ کو بے دلیل ایک مانتا ہوں۔ جب انہوں نے شیطان کو یہ کہا تو فوراً شیطان بھاگ گیا۔

علمائے کرام فرماتے ہیں اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے اور اگر اس بات کو کوئی دلائل دینے کے باوجود نہ مانے تو اس کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے![1]

جس طرح عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن آدمی اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے یعنی نئے کپڑے

---

[1] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۲۲ ان مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

اور جوتے اور دیگر چیزیں بھی نئی استعمال کرتا ہے تو یہ تو "عیدوں کی عید" ہے اس میں خوشی اور اظہار مسرت کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے ہر شخص سے جس طرح ہو سکے اچھے سے اچھے طریقے سے اس دن کو منائے۔

اسلامی اصول:

حدیث پاک میں ہے **امرنا ان لانحد علی میت فوق ثلاث الا لزوج**

ترجمہ: ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک بیوی غم منائے گی۔[1]

پیارے بھائیو! غور کریجئے!!! ایک طرف رسول اللہ ﷺ کی آمد پر غمگین ہونے والا شیطان سوگ کی ترغیب دے رہا ہے تو دوسری طرف نعمت خداوندی پر خوشی کا ثبوت قرآن پاک پیش کررہا ہے۔ ملاحظہ ہو: "پارہ ۱۱، سورۃ یونس آیت نمبر ۵۸"

شیطان کا آخری وار:

عام طور پر لوگوں کو شیطان یہ تصور دیتا ہے کہ حرمین شریفین میں محافل میلاد النبی ﷺ کبھی منعقد نہیں ہوئیں اس لئے یہ محافل ناجائز ہیں اور حرمین شریفین میں جو کچھ ہوتا ہے۔ اللہ عز و جل کی رضا شامل ہوتی ہے۔ (نعوذ باللہ)

پیارے بھائیو! شیطان حرمین طیبین کی عظمت کے پیش نظر دھوکہ میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور بسا اوقات قرآن پاک کی آیات کو غلط مفہوم کے ساتھ بیان کر کے صراط مستقیم سے دور کرتا ہے جیسا کہ خوارج کا معاملہ ہے کہ انہوں نے قرآن پاک سے غلط استدلال کرتے ہوئے صحابہ علیہم الرضوان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مشرک قرار دیا۔ (معاذ اللہ)

غور وفکر کرنے والے بھائیو! بالفرض مذکورہ تصور تسلیم کرلیا جائے پھر بھی یہ قاعدہ درست نہیں کہ جو کام حرمین شریفین میں ہوتا ہے وہ دلیل و حجت بن جائے **نعوذ باللہ** اس طرح تو لازم آئے گا کہ اسلام سے قبل اللہ تعالیٰ بتوں کو پسند فرماتا تھا (**نعوذ باللہ**) کیوں کہ بیت اللہ

[1] بخاری، ج ۲، ص ۸۰۴، مسلم، ج ۱، ص ۴۸۶

شریف میں تین سو ساٹھ (360) بت موجود تھے۔ استغفر اللہ!

یزید پلید کی ناپاک فوجیں مدینہ منورہ میں داخل ہوئیں اور کس طرح بے حرمتی کی گئی کہ الامان والحفیظ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا ان گستاخوں کو حاصل نہیں تھی۔ کچھ سال قبل چند شر پسند لوگوں نے بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر جو دلخراش معاملات کئے اور کئی روز تک بینالاقوامی تجس رہے بلاشک وشبہ ان معاملات کو رب عزوجل کی رضا پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

یقیناً عید میلاد النبی ﷺ تو عیدوں کی بھی عید ہے اس روز خوش دلی کے ساتھ نیا لباس زیب تن کیجئے اور نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ جلوس بھی نکالیئے۔ یوم ولادت پر یہ مختصر گفتگو تھی مگر

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا وہ آغاز باب تھا

اور اب چند دلائل ندائے یارسول اللہ ﷺ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ندائے یارسول اللہ ﷺ

حضور ﷺ کو دور یا نزدیک سے پکارنا جائز ہے۔ آپ ﷺ کی حیات میں بھی اور بعد وفات بھی خواہ ایک شخص پکارے یا پوری جماعت یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمْ کہے۔

نداء کے دلائل قرآن سے

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جگہ جگہ ارشاد فرمایا:

(۱) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ. یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ. یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ. یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ دوسرے نبیوں کو یٰعِیْسٰی. یٰٓا اِبْرٰھِیْمُ. یٰٓا اٰدَمُ

(۲) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط (پارہ ۱۸، سورۃ

نور، آیت نمبر ٦٣) ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر تفسیر ابن جریر طبری میں ہے قال امرھم ان یدعوا یا رسول اللہ فی لین و تواضع و لا تقولوا یا محمد فی تجھم امام المفسرین حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں حضور ﷺ کو نرمی اور تواضع وانکساری کے ساتھ یا رسول اللہ کہہ کر پکاریں اور ترشی وتلخی سے یا محمد کہہ کر نہ پکاریں۔ تفسیر نیساپوری وجلالین میں ہے کہ تعظیم و توقیر اور نرم و پست آواز میں یارسول اللہ، یا نبی اللہ کہو نام لیکر یا محمد نہ کہو۔[۱]

(۳) اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ. (پارہ ۲۱، سورہ احزاب، آیت نمبر ۵)

ترجمہ: "انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو" (کنزالایمان)

(۴) کفار سے فرمایا: وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (پارہ ۱، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۲۳)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ (کنزالایمان)

نداء کے دلائل احادیث مبارکہ سے

۱﴾ ملک الموت نے بوقت وفات عرض کیا: یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ.

ترجمہ: اے محمد ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کی طرف بھیجا۔ **یا محمد ندا ہوئی**[۲]

۲﴾ **ندائے یارسول اللہ ﷺ سنت صحابہ:**

دانائے غیوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو آپ کی حیات ظاہری میں قریب اور دور دراز کے علاقوں سے اظہار محبت کے لئے اور حصول شفاء و مشکل کشائی کے لئے یا رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے پکارا جاتا، یہ پکارنا سنت صحابہ ہے اور سنت صحابہ صراط مستقیم ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ما انا علیہ و اصحابی فرما کر واضح فرما دیا کہ سیدھا راستہ یہی ہے اور جنتی

---

[۱] ابن جریر طبری ص ۱۲۱ ج ۱۸، تفسیر نیساپوری ص ۱۲۱، جلالین ص ۳۰۲، تفسیر خازن ص ۴۳۲، مدارک التنزیل ص ۴۳۲، تفسیر کبیر ص ۴۰ ج ۲۴

[۲] مشکوٰۃ شریف باب وفاۃ النبی ﷺ ص ۵۵۸ مکتبہ رحمانیہ لاہور

ہونا اسی پر موقوف ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے موقع پر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو:

فصعد الرجال و النساء فوق البيوت و تفرق الغلمان و الخدم فی الطرق ينادون يا محمد يا رسول الله يا محمد يا رسول الله.

عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہوکر نعرہ لگاتے پھرتے تھے۔ یا محمد، یا رسول اللہ، یا محمد، یا رسول اللہ۔ [1]

۳﴾ ایک جنگ میں ایک رات صحابہ کرام علیہم الرضوان مشکل میں مبتلا تھے:

كان شعار المسلمين تلك الليلة ينادون يا محمد. يا محمد

اس رات مسلمانوں کا شعار تھا کہ یا محمد یا محمد کہہ کر پکارتے تھے۔ [2]

ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ میں ہے **و كان شعارهم يومئذ يا محمداه** یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اس دن "**يا محمداه**" ﷺ کہنا شعار تھا۔ [3]

۴﴾ اسی فتوح الشام میں ایک اور صحابی رسول ﷺ کا واقعہ جو پتھر دل بھی قبول کئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ حضرت ابوعبید اللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو قنسرین کی تسخیر کے لئے بھیجا ابھی مسلمان اس تک پہنچے بھی نہ تھے کہ اچانک دشمنوں کے تازہ دم پانچ ہزار لشکر جرار سے مدبھیڑ ہوگئی مسلمان بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئے اسی وقت نہایت بے قراری و بے بسی کے عالم میں حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے دافع البلاء سید العالمین کی بارگاہِ عالی مرتبہ میں فریاد کی **يا محمداه، يا نصر الله انزل يا معشر المسلمين! اثبتوا انما هی الساعة و انتم الاعلون.** یارسول اللہ! یارسول اللہ! اے اللہ کی مدد! تشریف لائیے۔ اے مسلمانوں کے گروہ! ثابت قدم رہو یہ سختی و مصیبت دم بھر کی ہے پھر تم ہی غالب و سربلند ہوگے۔ [4]

غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک صحابی رسول شام کی سرزمین سے حضور ﷺ کے حیاتِ ظاہری سے پردہ فرما جانے کے بعد مدینہ منورہ کی سرزمین پر آرام فرمانے والے اپنے آقا و مولیٰ

---

[1] صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۴۱۹ باب الہجرۃ، کتاب الزہد والرقائق باب حدیث جابر الطویل وقصۃ ابی الیسر حدیث ۵۳۲۹

[2] فتوح الشام ص ۲۱۸ [3] البدایہ والنہایہ ۳۶۸/۶ [4] فتوح الشام ص ۲۹۸ القاہرہ ماخوذ از مقالہ بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی دام ظلہ العالی

سے عین موت کے دہانے پر ہونے کے وقت فریاد کر رہے ہیں۔ ذرا بُعد مکانی کو بھی ملاحظہ کیجئے کہاں شام اور کہاں مدینہ منورہ سچ فرمایا امام اہل سنت نے:

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان   کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام [۱]

امام بوصیری علیہ الرحمہ نے بھی کیا خوب فرمایا:

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ   سواک عند حلول الحادث العمم

اے تمام مخلوق سے زیادہ کرم فرمانے والے! آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے جہاں مصیبتوں کے آنے کے وقت پناہ لوں۔ [۲]

۵ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمانوں کے سپہ سالار جلیل القدر صحابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کو براہ راست مدد کے لئے پکارا چنانچہ منقول ہے: کان شعارھم یومئذ یا محمداہ یعنی اس دن مسلمانوں کا طریقہ اور شعار حضور ﷺ کو مدد کے لئے پکارنا تھا۔ [۳]

شعار اس لفظ کو کہتے ہیں جو ایک حرج (فرق) مقرر کرے تاکہ دوست و دشمن میں تمیز ہو جائے یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ عہد کر لیا تھا جو یا محمد کہے اسے مسلمان سمجھا جائے اور جو نہ کہے اسے کافر سمجھا جائے اسی لیے یہ نعرہ لگانا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل   یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے [۴]

۶ حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور بینائی کے لئے طالب دعا ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا وضو کر کے دو رکعت ادا کرو پھر یہ دعا کرو: اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد و

---

[۱] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۳۰ ح ۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی   [۲] قصیدہ بردہ شریف

[۳] البدایہ والنہایہ لاسماعیل بن کثیر دمشقی الجزء السادس ص ۳۵۷ مطبوعہ بیروت لبنانی دار احیاء التراث العربی

[۴] امام احمد رضا حدائق بخشش ص ۱۲۵ ح ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

انی قد توجهت بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی اللهم افشفعه لی. (قال ابو اسحق هذا حدیث صحیح)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں اور تیری طرف حضور نبی رحمت ﷺ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد ﷺ میں نے آپ کے ذریعے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی تا کہ حاجت پوری ہو۔ اے اللہ! میرے لئے حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔ (ابو اسحاق نے کہا یہ حدیث صحیح ہے) [1]

اس حدیث کے متعلق امام ابن ماجہ نے فرمایا **قال ابو اسحاق هذا حدیث صحیح**

امام بخاری نے بھی اسے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ [2]

امام حاکم اور حافظ ذھبی نے اس حدیث کو بخاری اور مسلم کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے۔ [3]

امام ترمذی فرماتے ہیں **هذا حدیث حسن صحیح غریب.** [4]

حافظ منذری اس کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں **و الحدیث صحیح.** [5]

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں **قال الطبرانی و الحدیث صحیح بعد ذکر طرقه التی روی بها** حافظ طبرانی نے اس حدیث کو متعدد طرق سے نقل کر کے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ [6]

☆ شفاعت کی کنجی حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی قبولیت چاہتے ہو تو حضور ﷺ کا وسیلہ پیش کرو۔

ابن تیمیہ لکھتا ہے: **رواه الترمذی و صححه** اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ [7]

مشہور غیر مقلد وحید الزمان لکھتا ہے ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بعد وفات بھی اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں تو جیسے توسل پہلے جائز تھا اب بھی جائز ہوگا اور دلیل میں مذکورہ روایت

---

[1] باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ حدیث نمبر ۱۳۷۵، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا ص ۱۰۰

[2] طبرانی شریف ص ۱۸۳ مطبوعہ مصر، مستدرک حاکم کتاب الدعا والتکبیر والتہلیل والتسبیح والذکر حدیث ۱۹۱۴۵، ترمذی ج ۲ ص ۱۹۷۔

[3] المستدرک تلخیص ص ۳۱۳ ج ۱

[4] ترمذی شریف ص ۱۹۸ ج ۲

[5] الترغیب و الترهیب

[6] ابن ماجہ ص ۷۶ ج ۱ بحوالہ مجمع الزوائد ص ۲۸۲ ج ۲۔

[7] فتاوٰی ابن تیمیہ ص ۲۷۶ ج ۳۔

(حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ) بیان کی۔ [۱]

اس حدیث کو دلیل بنا کر غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن لکھتا ہے: جس طرح "یارسول اللہ ﷺ" کا نعرہ لگانا جائز ہے اسی طرح "یـا عبـاد الله اعینونـی" کا نعرہ لگانا بھی جائز ہے۔ [۲]

☆ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نبی مکرم ﷺ کے وصال مقدس کے بعد "یارسول اللہ ﷺ" کے مقدس الفاظ سے نداء کیا کرتے تھے اور اس میں دور و نزدیک کی بھی کوئی تخصیص روا نہ رکھتے تھے۔

۷ ❁ **خـدرت رِجـل ابـن عـمـر فـقـال لـه رَجـل اذكـر احـب النـاس اليـك فـقـال يـا مـحـمـد** حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں مبارک ایک بار سن ہو گیا ایک آدمی نے کہا جس ذات کو آپ سب سے محبوب رکھتے ہیں انہیں یاد کریں تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پکارا یا محمداہ ﷺ تو آپ کا پاؤں فوراً صحیح ہو گیا۔ اسی کے مثل قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے بھی شفاء شریف میں نقل فرمایا ہے۔ [۳]

امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر

---

[۱] سنن ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص ۵۷۱ ناشر اہلحدیث اکیڈمی لاہور [۲] نزل الابرار ص ۳۳۵

[۳] شفاء شریف ج ۲ ص ۱۶ علمیہ بیروت، امام بخاری نے الادب المفرد ص ۲۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان میں 'دار المعرفہ بیروت لبنان کے مطبوعہ ص ۲۶۲ پر ہے حاشیہ پر نجدی محشی کہتا ہے: **في رواية عند ابن السني بلفظ يا محمداه و حاشا الصحابي الجليل عبد الله بن عمر ان يستغيث بغير الله عز و جل فان الاستغاثة بغير الله من عمل الجاهلين (نعوذ بالله من ذالك)** دیکھا نجدی محشی نے روایت موجود ہونے کے باوجود اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے غیر اللہ سے استعانت کو عمل جاہلین قرار دیا **معاذالله ثم معاذالله** نجدیوں کے نزدیک صحابہ کرام کا عمل مبارکہ جاہلین کا عمل ہے جبھی تو اس نے یہ عبارت لکھی امام نووی نے **الاذكار باب ما يقول اذا خدرت رجله** ۷۹۶ ج ۲ ص ۳۶۰ مکتبہ نواز مصطفیٰ الباز مکۃ المکرمۃ الریاض، **عمل اليوم و الليلة للحافظ ابی بكر احمد بن محمد بن اسحاق الدينوری المعروف بابن السنی عليه الرحمه** ص ۶۴ **باب ما يقول اذا خدرت رجله** رقم ۱۷۰ میں 'نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے نزل الابرار ص ۲۷۳ میں' غیر مقلدوں ہی کی بلند پایہ شخصیت قاضی شوکانی اور وحید الزمان نے بھی اپنی کتابوں تحفۃ الذاکرین ص ۲۳۹ مطبوعہ مصر اور ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۲۳ میں اور دیوبندی جماعت کے حکیم الامۃ اشرف علی تھانوی نے زاد السعید ص ۱۱ 'میں اس کو نقل کیا ہے

رضی اللہ عنہما نے استغاثہ کے ضمن میں محبت کا اظہار فرمایا۔ [۱]

(نوٹ) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نقل کرنے سے پہلے یہ عنوان قائم فرمایا ہے باب ما یقول الرجل اذا خدرت رجله جب کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو وہ کیا کہے۔ معلوم ہوا کہ امام بخاری کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ سرکار دوعالم ﷺ کے اس عالم سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد بھی "یارسول اللہ ﷺ" کہنے سے مشکلیں حل ہو جاتی ہیں۔

مشہور غیر مقلد وحید الزمان نے اسی حدیث کے تحت لکھا ہے: اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ غائب کی نداء مطلقاً منع نہیں ہے نہ ہی شرک ہے جیسا بعض متشدد سمجھتے ہیں دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ۔ [۲]

مشہور غیر مقلد نواب صدیق حسن خان نے بھی لکھا ہے شرجی کہتے ہیں "ایک بار ابن عباس کا پاؤں سن ہو گیا کہا یا محمد ﷺ فی الفور کھل گیا"۔ [۳]

۸﴾ عالمگیری جلد اول کتاب الحج آداب میں ہے کہ زیارت قبر نبی، زیارت نبی ﷺ ہے۔

ثم يقول السلام عليک يا نبی الله اشهد انک رسول الله

ترجمہ: اے نبی! آپ پر سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔

☆ حضور ﷺ کے روضے کی زیارت کرنا اور وہاں جا کر سلام عرض کرنا ایسا ہے کہ بلا واسطہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہے۔

۹﴾ فتح القدیر میں ہے کہ مواجہہ اقدس میں کھڑے ہو کر کہے **السلام علیک یا رسول الله، السلام علیک یا خیر خلق الله** سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول، سلام ہو آپ پر اے سب مخلوق سے بہتر، پھر نبی کریم ﷺ سے شفاعت طلب کرتے ہوئے کہے یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کی شفاعت کا طلب گار ہوں۔ [۴]

۱۰﴾ ہر نماز میں ہم کہتے ہیں **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ**

ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔

---

[۱] شرح شفاء ج ۲ ص ۴۳ علمیہ بیروت [۲] لغات الحدیث ص ۱۹ ج ۲ [۳] کتاب التعویذات ص ۴۷
[۴] فتح القدیر ج ۳ ص ۱۶۹ کتاب الحج المقصد الثالث فی زیارة قبر النبی ﷺ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان

☆ یہاں حضور ﷺ کو **اَیُّھَا النَّبِیُّ** پکارنا واجب ہے۔

۱۱﴾ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ **اشعۃ اللمعات** شرح مشکوٰۃ میں التحیات کی شرح میں فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں پس نمازی کو چاہئے کہ اس سے باخبر رہے اور اس شہود (حضور ﷺ حاضر ناظر ہیں) اس سے غافل نہ ہو۔[۱]

☆ کلمہ، نماز، حج، اذان، خطبوں میں ہر جگہ حضور ﷺ کا نام شامل ہے تو اذان سے قبل اور بعد درود شریف پڑھنا اور نماز جمعہ کے بعد یا کسی اور موقع پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا' ذکر کرنا شرک کیسے ہوا؟

☆ قرآن پاک میں فرعون کا نام آیا تو ذکر اللہ ہوا' اور حضور ﷺ کا نام لینا شرک کیسے ہوا؟

بزرگان دین علیہ الرحمہ کے اقوال

۱﴾ مولانا جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے یا نبی اللہ رحم فرمایئے

۲﴾ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں:

یا سید السادات جئتک قاصدا ارجو رضاک و احتمی بحماک

ترجمہ: اے پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپ کے حضور آیا ہوں اور آپ کی رضا کا امیدوار ہوں اور اپنے کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

☆ ان اشعار میں ندا بھی ہے اور حضور ﷺ سے استعانت طلب کی ہے اور یہ ندا حضور نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد کی گئی ہے۔

۳﴾ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حاضر کر اپنے دل کو اور سچا یقین رکھ کہ یہ سلام حضور ﷺ کو پہنچتا ہے اور آپ اس کا جواب اپنی شان کے لائق دیتے ہیں۔[۲]

---

[۱] اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۳۰ مکتبہ حقانیہ پشاور پاکستان

[۲] احیاء علوم الدین لامام الغزالی دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع الجزء الاول کتاب اسرار الصلوٰۃ ومھماتھا ص ۱۵۵

☆ جب انفرادی طور پر یارسول اللہ کہنا جائز ہوا تو باجماعت بھی نعرہ رسالت یارسول اللہ جائز ہوا۔

ندائے یارسول اللہ ﷺ کو کفر وشرک کہنے والوں کے لیے لمحۂ فکریہ:

۱۔ جملہ دیوبند کے پیرومرشد نے پکارا "یارسول اللہ ﷺ"

سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت ہمیشہ باادب اور سعادت مند لوگوں کے ہی حصہ میں آتی ہے زیر نظر نعت رسول مقبول ﷺ ایک ایسی ہستی نے لکھی ہے کہ جن کی تعلیمات کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا سمجھنے والے ایک مکتبہ فکر دیوبند یارسول اللہ ﷺ لکھنے اور کہنے کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں جب کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی یہ نعت رسول ﷺ ان کے ایمان اور عقیدے کی گواہی دے رہی ہے۔

یہاں صرف اس نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یارسول اللہ ﷺ — مجھے دیدار اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ ﷺ

کرو روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی — مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یارسول اللہ ﷺ

مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا امتی عاصی — گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یارسول اللہ ﷺ

کرم فرماؤ ہم پر اور کروحق سے شفاعت تم — ہمارے جرم وعصیاں پر نہ جاؤ یارسول اللہ ﷺ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں — بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ ﷺ

حبیب کبریا ہو تم، امام الانبیاء ہو تم — ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یارسول اللہ ﷺ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو — بس اب قید عام سے چھڑاؤ یارسول اللہ ﷺ

نوٹ: نام نہاد توحید کے ٹھیکیدار یارسول اللہ ﷺ پکارنے پر شرک کا فتویٰ دیتے ہیں۔ دیوبند مکتب فکر کے حکیم الامۃ مولوی اشرف علی تھانوی کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے جو اوپر نعتیہ اشعار میں یارسول اللہ ﷺ پکارا ہے تو ان پر آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ اور آپ حضرات کی پیری مریدی کے احکام کیا مرتب ہوں گے؟

جواب دو: آپ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی پر فتویٰ لگاؤ یا پھر اپنے فتویٰ کی زد میں آکر خود مشرک ہو گئے۔

۲﴾ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی محمد قاسم نانوتوی رسول خدا ﷺ سے یوں مدد مانگتے تھے۔

مدد کر اے کرم احمد کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامئی کار[1]

۳﴾ دیوبندی مکتبۂ فکر کے اکابر کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ دربار رسالت میں یوں فریاد کرتے تھے۔

اے رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفٰے فریاد ہے
سخت مشکل میں پڑا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے[2]

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا مانتے ہوئے "ارشاد مرشد" میں یوں لکھتے ہیں "ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے"

۴﴾ مولوی اشرف علی تھانوی نے رسول خدا کی بارگاہ میں (اپنے رسالہ شیم الحبیب میں) یوں فریاد کی ہے۔

یا شفیع العباد خذ بیدی انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

ترجمہ: اے بندوں کی شفاعت کرنیوالے میری دستگیری فرمایئے آپ مشکلات میں میری آخری امید گاہ ہیں۔[3]

۵﴾ غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں یوں فریاد کی ہے۔

یا سیدی یا عروتی و وسیلتی یا عدتی فی شدۃ و رخاء

ترجمہ: اے میرے سردار، اے میرے سہارے اور میرے وسیلے، اے میرے سختی و نرمی کی حالت میں سہارا

---

[1] قصائد قاسمی ص ۸ [2] نالۂ امداد غریب مطبع راشد کمپنی دیوبند [3] یہ رسالہ مسمّٰی بہ شیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذالحجہ آخر سال ۱۲۰۹ھ میں تمام ہوا اور ترجمہ اس کا مسمّٰی بہ شم الطیب صفیہ تھانہ بھون ماہ رمضان عشرہ اخیرہ ۱۳۲۸ھ میں تمام ہوا دیکھئے نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ ص ۱۵۶، ۱۵۷ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور ص ۱۹۴ مطبوعہ تاج کمپنی

مالی وراءک مستغاث فازحمن یا رحمة للعالمین بکائی

ترجمہ: آپ کے علاوہ میرا کوئی فریادرس نہیں۔ اے رحمۃ للعالمین! میری گریہ وزاری کو دیکھو اور مجھ پر رحم فرماؤ۔ [1]

۶ مولوی محمود الحسن دیوبندی کا اپنے پیرو مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر لکھے ہوئے مرثیہ کے چند اشعار۔

حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی!

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

خدا ان کا مربی، وہ مربی تھے خلائق کے مرے مولا، میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

۷ حضور ﷺ کے صحابہ اور شجر وحجر درود وسلام اس طرح پڑھتے تھے **الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ**۔ [2] ☆ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دروازۂ مبارک پر اذان کے بعد یوں عرض کرتے تھے **السلام علیک یا رسول اللہ الصّلوٰۃ یا رسول اللّٰہ**۔ [3]

۸ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد **الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ** پڑھتے تھے اس لئے اگر کوئی یہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ یہ وہابیوں کے مولوی صلاح الدین نے لکھا ملاحظہ ہو۔ [4]

۹ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں: ہمارے بزرگان دین **الصلاۃ و السلام علیک یارسول اللہ** پڑھنا مستحب جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا حکم دیتے ہیں۔ [5]

۱۰ دیوبندیوں کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تحریر فرماتے ہیں: **الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ** کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔ [6]

۱۱ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں **الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ** پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں۔ [7]

---

[1] قصیدہ عنبریہ فی مدح خیر البریہ [2] تنویر الحوالک شرح علی موطأ امام مالک لامام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ص ۲۳۰ جزء اوّل دار الکتب العلمیہ بیروت، خصائص ج اص ۱۶۶ [3] تنویر الحوالک ص ۹۳ جزء اوّل علیہ بیروت لامام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ [4] ماہنامہ حرمین اہلحدیث جہلم جنوری ۱۹۹۲ء

[5] الشہاب الثاقب ص ۶۵ [6] امداد المشارق ص ۵۹ [7] فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۳۲

۱۲﴾ مولانا خیر محمد اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر بصیغہ الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ سلام پیش کرنا جائز ہے۔[۱]

۱۳﴾ پیر شبیر احمد دیوبندی نے لکھا گرمی سے بچنے کا نسخہ مولوی اسحاق علی کانپوری کے لئے کہ جب سانس اندر جائے تو صلی اللہ علیک یا محمد اور جب سانس باہر آئے تو صلی اللہ علیک و سلم زبان تالو سے لگا کر خیال سے کہا کرو۔[۲]

۱۴﴾ اپنے وقت کے انتہائی بدبودار دیوبندی مولوی سرفراز خان صفدر گکھڑوی لکھتے ہیں: ہم اور ہمارے اکابر الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ کو بطور درود شریف پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ یہ بھی فی الجملہ اور مختصر درود کے الفاظ ہیں۔[۳]

پکارنے کا بیان

اعتراض: اعتراض کرنے والے ان آیتوں کو دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ "غیر اللہ کو نہ پکارو"

وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَ لَا یَضُرُّكَ (پارہ ۱۱، سورۂ یونس آیت ۱۰۶)

اعتراض کرنے والوں کا ترجمہ: اللہ کے سوا ان کو نہ پکارو جو تم کو نفع و نقصان نہ پہنچا سکیں۔

اصل ترجمہ: اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا۔ (کنز الایمان)

وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَا یَضُرُّهُمْ (پارہ ۱۹، سورۂ فرقان، آیت ۵۵)

اعتراض کرنے والوں کا ترجمہ: خدا کے سوا ان کو پکارتے ہو جو ان کے لیے نافع و مضر نہیں۔

اصل ترجمہ: اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کا بھلا برا کچھ نہ کریں۔ (کنز الایمان)

جواب: اگر پکارنا منع ہے تو دور ہو یا نزدیک۔ زندہ ہو یا مردہ سب کو پکارنا شرک ہوا پھر تو سب مشرک ہو گئے کیوں کہ بہن بھائی، دوست سب ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔

اعتراض کرنے والے ان جیسی اور آیتیں پیش کرتے ہیں جس میں لفظ "دعا" ہے یہاں بھی لفظ دعا (تدع، و یعبدون من دون اللہ وغیرہ) ہے اس سے مراد پکارنا نہیں بلکہ پوجنا ہے۔ (جلالین و دیگر تفاسیر)

---

[۱] خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۶ [۲] یادگار صحبت ص ۶۳ [۳] درود شریف پڑھنے کا طریقہ ص ۷۵

یہ دونوں قرآنی آیات بتوں کی مذمت میں ہیں اور یہاں بندگی اور پوجنے سے مراد غیر خدا کی عبادت ہے اور کوئی مسلمان غیر خدا کی عبادت نہیں کرتا بلکہ اللہ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرتا ہے۔ ان نام نہاد مسلمانوں نے اس آیت کا مطلب انبیاء کرام اور اولیائے کرام پر ڈال لیا، جبکہ یہ آیات کفار کے لیے ان کے بتوں کی مذمت میں نازل ہوئی تھیں اگر ان آیات کا مطلب یہ لیں کہ غیر خدا کو نہ پکارو تو دنیا کا ہر شخص مشرک ہو جائے گا۔ اور خود مولوی محمود الحسن گنگوہی کے بارے میں وہ بھی مر کر مٹی میں مل جانے کے بعد مرثیہ کہہ کر کیا ہوئے؟ اور غیر مقلدوں کے امام نواب صدیق حسن بھوپالی نبی کریم ﷺ کو پکار کر کیا ہوئے؟

قرآنی دلائل

اعتراض: دور کی آواز سننا اللہ کی صفت ہے غیر اللہ کے لئے ایسا کہنا شرک ہے۔

اور اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

۱﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ٥ (پارہ ۲۶، سورۃ ق، آیت نمبر ۱۶)

ترجمہ: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (کنزالایمان)

جواب: قریب کی آواز سننا بھی اس کی صفت ہے کیا کسی غیر اللہ کے لیے ایسا کہنا شرک ہے۔ اگر شرک ہے تو سب سے پہلے دیوبند اور غیر مقلدوں کے بت خانوں کو نظر کرو کہ وہاں کتنے بت اور کتنے اس کے پجاری ہیں

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

۲﴾ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۹۴)

ترجمہ: کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔ (کنزالایمان)

۳﴾ جب ابراہیم علیہ السلام کی آواز کو سنا۔

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۲۷)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے۔ (کنز الایمان)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر جہان کے لوگوں کو ندا کردی کہ بیت اللہ کا حج کرو جن کے مقدروں میں حج تھا انہوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں سے جواب دیا لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ. یہ شرک ہوا یا نہیں؟

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

۴ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چونٹیوں کی آواز تین میل دور سے سن لی۔

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ج لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ o فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا.

(پارہ ۱۹ سورۂ نمل، آیت ۱۸، ۱۹)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب چونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چونٹی بولی اے چونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکری بے خبری میں۔ تو اس کی بات پر مسکرا کر ہنسا۔ (کنز الایمان)

احادیث سے دلائل

دور کی آواز نہ صرف انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، فرشتے اور حوریں اور اولیاء کرام علیہم الرضوان سنتے ہیں بلکہ عام مردے بھی سنتے ہیں:

۱ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھ نے مدینہ طیبہ سے نہاوند ایران میں کفار کی فوجوں کو دیکھ لیا اور پکارا "یا ساریة الجبل" "اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ اور حضرت ساریہ کے کانوں نے سن لیا۔ [۱]

۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک اعرابی بدو (دیہاتی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر عرض کر رہا تھا کہ "میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ میرے لئے مغفرت

---

[۱] مشکوۃ باب الکرامات فصل ثالث ص ۵۵۵ مکتبہ رحمانیہ لاہور

کی دعا فرمائیں آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا۔ [1]

اور مصباح الظلام میں ہے

عن علی قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ ﷺ بثلاثة ایام فرمی بنفسه علی قبر النبی ﷺ و حثا من ترابه علی رأسه و قال یا رسول اللہ قلت فسمعنا قولک و وعیت عن اللہ ما وعینا عنک و کان فیما انزل علیک "و لو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاؤک الآیة و قد ظلمت نفسی وجئتک تستغفرلی فنودی من القبر أنه قد غفر لک

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک اعرابی ہمارے پاس آیا جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کو تین دن قبل دفن کر چکے تھے اس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کی قبر اقدس پر ڈال کر قبر انور کی مٹی اپنے سر پر ڈالی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا فرمان ہم نے سنا جو آپ نے اللہ رب العزت کی طرف سے محفوظ کیا اور ہم نے آپ سے یاد کیا اور یہ اس میں ہے جو آپ پر نازل کیا گیا "و لو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاؤک الآیة "اور بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا آپ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں تو قبر انور سے آواز آئی کہ بے شک تجھے بخش دیا گیا ہے۔ [2]

۳﴾ نمازی کی آمین پر آسمان کے فرشتے آمین کہتے ہیں۔ اذا امن القاری فامنوا فان الملائکة تومن فمن وافق تامینه تامین الملائکة غفر له ما تقدم من ذنبه۔ [3]

۴﴾ جب کوئی عورت اپنے شوہر کو اذیت دیتی ہے تو اس شخص کی جنتی بیوی حورعین میں سے کہتی

---

[1] مدارج النبوۃ

[2] مصباح الظلام مطبوعہ المدینۃ المنورۃ للنشر والتوزیع ص ۲۱ و رواھا بنحو لفظھا غیر مصنف المصباح شعب الایمان ۳/۴۹۵ (۴۱۸۷) ابن کثیر فی التفسیر ۲/۳۰۶ قرطبی فی التفسیر ۵/۲۶۵، نسفی فی التفسیر ۱/ ۲۳۴، ابن قدامۃ فی المغنی ۳/۵۵۷، نمر ابن جماعۃ فی ھدایۃ السالک ۳/ ۱۳۸۳، ابن جوزی فی مثیر الغرام الساکن ۲/ ۳۰۱ صالحی فی سبل الھدی و الرشاد ۱۲/ ۳۸۰ امام سمہودی فی وفاء الوفاء ۴/ ۱۳۶۱، ابن عساکر فی اتحاف الزائر ص ۶۸، ۶۹ ابن نجا فی الدرۃ الثمینۃ ص ۲۲۳، ابن حجر الھیتمی فی تحفۃ الزوار ص ۵۵، علامۃ نبہانی فی سعادۃ الدارین

[3] مشکوٰۃ ص ۷۹ قدیمی کتب خانہ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ الفصل الاول

ہے کہ اس کو اذیت نہ دے۔ [۱]

۵﴾ دفن کے بعد میت قبر میں سے باہر والوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے اور دیکھتی اور پہچانتی ہے عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولیٰ عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم۔ [۲]

اسی لئے قبرستان میں جاکر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَھْلَ الْقُبُوْرِ "یعنی اے قبروالو! تم پر سلامتی ہو" کہنا چاہئے۔

اس سے واضح ہوا کہ دور اور قریب کی آواز سننا، دیکھنا بے شک اللہ کی صفت ہے اگر اللہ تعالیٰ اپنی عطا سے یہ صفت مجازی طور پر کسی کو عطا کردے تو یہ شرک کیسا۔ کیونکہ حقیقی صفت تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے۔

اعتراض: آج کل علماء بدعت (علماء دیوبند) کہتے ہیں کہ زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے مگر مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے؟۔

جواب: تو اس بات یا فتوے سے دو چیز معلوم ہوئی۔

اول: نبی کریم ﷺ سے مدد مانگنا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے "اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجسام کو مٹی پر حرام فرمادیا ہے اللہ کے نبی زندہ رہتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے" سخاوی نے اس کو القول البدیع میں ذکر فرمایا۔ [۳]

دوم: علماء بدعت (علماء دیوبند) کے نزدیک زندوں کو اللہ کے برابر کرنا جائز ہے اور مردوں کو اللہ کے برابر کرنا شرک ہے۔ (معاذ اللہ)

ٹیلی فون: ایک شخص لندن امریکہ سے پاکستان میں پکارتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ آلہ میری آواز پہنچائے گا ٹیلی فون کی قوت کے تو قائل ہیں اور قوت نبوت کے منکر کیوں؟ انگریز نے جو آلہ ایجاد

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۱۸۲ قدیمی کتب خانہ [۲] مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر الفصل الاول ص ۲۵ مکتبہ رحمانیہ لاہور

[۳] جلاء الافہام ص ۱۰۱، القول البدیع ص ۳۳۳ دار الیسر مدینہ منورہ، سنن ابن ماجہ، ج ۱ ص ۲۶۵، راوی ابودرداء رضی اللہ عنہ

کیا ہے اس پر سب متفق ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزات سے اور اولیائے کرام علیہم الرحمہ کو کرامات سے نوازا اس کے منکر دیوبند کے نزدیک اللہ تعالیٰ طاقت وقوت دینے سے عاجز اور انگریز قادر ہے۔ (معاذ اللہ)

اب چند احادیث سے نبی غیب داں حضور نبی کریم ﷺ کی قوت مشاہدہ کا بیان۔

سرکار دو عالم ﷺ کی قوت مشاہدہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو دیگر قوتوں کی طرح قوت مشاہدہ بھی بے مثل عطا فرمائی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا (قرآن کریم پارہ ۲۲، سورہ احزاب، آیت ۴۵) علامہ ابو السعود متوفی ۹۵۱ھ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ان لوگوں کا گواہ بنا کر بھیجا جن کی طرف آپ ﷺ کو بھیجا گیا آپ ﷺ ان کے احوال کی نگرانی کرتے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں......الخ

(قرآن کریم پارہ ۹، سورہ اعراف، آیت ۱۰۷ کی تفسیر)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لہ ھمم لا منتھی لکبارھا　و ھمتہ الصغری اجل من الدھر

لہ راحۃ لو ان معشار جودھا　علی البر کان البراندی من البحر

نبی اکرم ﷺ کی بڑی ہمتوں کا تو کوئی انداز ہی نہیں ہے، آپ ﷺ کی چھوٹی ہمت بھی زمانے بھر سے بلند و بالا ہے

آپ کے دستِ اقدس کی سخاوت کا دسواں حصہ بھی خشکی پر تقسیم کر دیا جائے، تو خشکی سخاوت میں سمندر سے بڑھ جائے۔

مزید دو اشعار نہایت ایمان افروز ملاحظہ فرمایئے جو زرقانی علی المواھب ص ۳۲۷ ج ۱ میں مذکور ہیں:

نبی یریٰ مالا یری الناس حولہ　و یتلو کتاب اللہ فی کل مشھد

نبی کریم ﷺ اپنے گردو پیش وہ سب کچھ دیکھتے ہیں جن کو دوسرے تمام انسان نہیں دیکھ سکتے اور نبی ﷺ ہر جگہ اللہ کی کتاب تلاوت فرماتے ہیں۔

فان قال فی یوم مقالہ عائب فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم او غد

اگر نبی کوئی غیب کی بات کسی دن فرمادیں تو آج یا کل آئندہ روشن میں اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

آج سائنسی ترقی کا یہ عالم ہے کہ ہزاروں میل دور ہونے والی نقل وحرکت ٹیلی ویژن کی سکرین پر دیکھی جاسکتی ہے اور آوازیں سنی جاسکتی ہیں، اطلاعات نشر کی جاتی ہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یہ بات نہیں ہے کہ تحت الثری سے لے کر عرش تک تمام مخلوقات اپنے حبیب مکرم ﷺ پر منکشف کردے؟ اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ کا امکان ثابت کرنے کے لئے آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پارہ ۱، سورہ بقرہ، آیت ۲۰) سے استدلال کرنے والے اس وقت یہ آیت مبارکہ کیوں بھول جاتے ہیں؟ چند احادیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

۱﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف اپنے چہرہ سے متوجہ ہوئے اور فرمایا بے شک میں تمہارا امام ہوں لہذا مجھ سے پہلے رکوع سجود اور قیام انصراف نہ کرو، فرمایا: فَاِنِّی اَرَاکُمْ امامی و من خلفی بیشک ہم تمہیں پیچھے سے دیکھتے ہیں جیسے کہ تمہیں (آگے سے) دیکھتے ہیں۔[۱]

۲﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ پچھلی صفوں میں ایک شخص نے صحیح طرح نماز ادا نہیں کی۔ سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ

---

[۱] صحیح بخاری ج۱ ص۱۰۲ کتاب الاذان باب الخشوع فی الصلوۃ، مسلم کتاب الصلوۃ باب الامر بتحسین الصلوۃ، مشکوۃ باب الرکوع الفصل الاول، کنز العمال المجلد السادس الجزء الحادی عشر رقم ۳۱۹۵۸ ص۱۸۸ دار الکتب العلمیہ

نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے فلاں! کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا؟ تو نہیں دیکھتا کہ نماز کس طرح پڑھتا ہے؟ أَتُرَوْنَ اِنَّهُ يَخْفٰى عَلَيَّ شَيْءٌ مِمَّا تَصْنَعُوْنَ وَ اللّٰهِ اِنِّي لَاَرٰى مِنْ خَلْفِي كَمَا اَرٰى مِنْ م بَيْنِ يَدِيَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ ترجمہ: تمہارا گمان یہ ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو، اس میں سے کوئی چیز ہم پر مخفی رہتی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! آگے کی طرح ہم پیچھے بھی دیکھتے ہیں۔ [۱]

۳﴿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارا گمان ہے کہ ہماری توجہ صرف اس طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم پر نہ تو تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ ہی رکوع ہم تمہیں پشت کے پیچھے بھی دیکھتے ہیں۔ [۲]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ پشت کے پیچھے کھڑے ہونے والے افراد کو ہی نہیں دیکھتے ہیں بلکہ ان کے دلوں کی کیفیات بھی ملاحظہ فرماتے ہیں کیونکہ خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔

۴﴿ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرٰى فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى فِي الضَّوْءِ کہ رسول ﷺ اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے۔ [۳]

اسی کے مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

۵﴿ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَ اِنِّيْ وَ اللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِيَ الْاٰنَ اللہ تعالیٰ کی قسم! بے شک ہم اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہے ہیں۔ [۴]

۶﴿ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى

---

[۱] مشکوۃ المصابیح باب صفة الصلوة الفصل الثالث 'امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۴۴۹ [۲] محمد بن اسماعیل امام بخاری صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۹ باب عظة الامام الناس فی اتمام الصلوة و ذکر القبلة قدیمی کتب خانہ' کتاب الاذان باب الخشوع فی الصلوة ج ۱ ص ۱۰۲ قدیمی کتب خانہ' کنز العمال المجلد السادس الجزء الحادی عشر ص ۱۸۸ رقم ۳۱۹۵۹ دار الکتب العلمیہ) [۳] عبدالرحمن بن ابی بکر امام سیوطی خصائص کبریٰ ج ۱ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

[۴] محمد بن اسماعیل امام بخاری صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۹ باب الصلوة علی الشهید قدیمی کتب خانہ

إِنِّیْ لَاَرٰی مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ کیاتم وہ کچھ دیکھ رہے ہو جو ہم دیکھ رہے ہیں ہم تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنوں کے واقع ہونے کے مقامات دیکھ رہے ہیں۔[۱]

حضور نبی کریم ﷺ مستقبل میں آنے والے فتنوں کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

۷﴾ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز کسوف پڑھانے کے بعد خطبہ دیا، اس میں ارشاد فرمایا: جو چیز بھی ہم نے نہیں دیکھی تھی یہاں تک کہ جنت اور دوزخ وہ ہم نے اس جگہ دیکھ لی۔[۲]

۸﴾ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یَوْماً یَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرَئِیْلُ یُقْرِئُکِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه، تَرٰی مَا لَااَرٰی تُرِیْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اے عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: و علیہ السلام و رحمتہ اللہ و بر کاتہ حضور آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔[۳]

۹﴾ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فَوَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفِیْ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَیْنَ ثُدَیَّیْ اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت ہمارے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔

فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ تو میں نے وہ سب جان لیا جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔[۴]

اس حدیث کو حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔

۱۰﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفِیْ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَیْنَ ثُدَیَّیْ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا

---

[۱] صحیح بخاری شریف ج۱ص۲۵۲ فضائل مدینہ باب اطام المدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی
[۲] صحیح بخاری شریف ج۱ص۱۸ [۳] صحیح بخاری شریف ج۱ص۵۳۲
[۴] محمد بن عبداللہ الخطیب مشکوۃ شریف باب المساجد و مواضع الصلوۃ الفصل الثانی ص۷۰ مکتبہ قدیمی

دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان محسوس کی۔

فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّ عَرَفْتُ ہر چیز مجھ پر منکشف ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ [۱]

۱۱﴾ دنیا اور آخرت کی جو چیز بھی ہونے والی ہے مجھ پر پیش کی گئی۔ [۲]

اس حدیث کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔

۱۲﴾ گذشتہ رات میری امّت اس حجرے کے پاس میرے سامنے پیش کی گئی۔ یہاں تک کہ میں ان میں سے ایک شخص کو اتنا پہچانتا ہوں کہ اس کا ساتھی بھی اتنا نہیں پہچانتا میری امت مٹی کی صورتوں میں پیش کی گئی۔ [۳]

۱۳﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زمین کو لپیٹ دیا تو ہم نے اس کے مشرقی اور مغربی حصوں کو دیکھا۔ [۴]

۱۴﴾ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ: ہمیں ایک انصاری نے منہال ابن عمرو سے خبر دی کہ انہوں نے حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر دن صبح و شام نبی اکرم ﷺ کی امت آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو آپ انہیں ان کی علامتوں اور اعمال سے پہچانتے ہیں اسی لئے آپ ان کے بارے میں گواہی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰؤُلَآءِ شَهِیْدًا (پارہ ۵ سورہ نساء، آیت ۴۱)

ابن کثیر ابن تیمیہ کا شاگرد اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

یہ ایک تابعی کا قول ہے اور منقطع ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک مبہم شخص ہے جس کا نام

---

[۱] مشکوٰۃ شریف باب المساجد و مواضع الصلوة الفصل الثالث مکتبہ قدیمی [۲] مشکوٰۃ شریف باب المساجد و مواضع الصلوة باب المساجد و مواضع الصلوة الفصل الثالث قدیمی کتب خانہ

[۳] خب۔ والضیاء عن حذیفة بن اسید، علی المتقی کنز العمال المجلد السادس الجزء الحادی عشر رقم ۳۱۹۰۸ ص ۱۸۴ دار الکتب العلمیہ بیروت [۴] کنز العمال المجلد السادس الجزء الحادی عشر ص ۱۶۵ رقم ۳۱۷۵۷ دار الکتب العلمیہ، امام مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم ص ۳۹، مشکوٰۃ ص ۵۱۲

نہیں لیا گیا نیز یہ سعید بن مسیّب کا قول ہے اسے انہوں نے مرفوعاً بیان نہیں کیا۔

تاہم امام قرطبی نے اسے قبول کیا ہے اور اسے بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ: اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر پیر اور جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں۔ انبیاء کرام آباء اور ماؤں کے سامنے جمعہ کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ ان روایات میں تعارض نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ہر دن اعمال کا پیش کیا جانا آپ کی خصوصیت ہو اور جمعہ کے دن دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی آپ کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہوں۔ [۱]

۱۵﴾ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ہمارے سامنے ناموں اور علامتوں کے ذریعے پیش کئے جاتے ہو لہٰذا تم ہماری بارگاہ میں اچھی طرح درود شریف پیش کیا کرو۔

یہ حدیث صحیح ہے اسے امام عبد الرزاق نے مرسلاً روایت کیا۔ [۲]

۱۶﴾ یہ بھی ارشاد فرمایا: ہماری (ظاہری) زندگی تمہارے لئے بہتر ہے تم گفتگو کرتے ہو اور تمہارے ساتھ بات کی جاتی ہے جب ہمارا وصال ہو جائے گا تو ہمارا وصال تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ تمہارے اعمال ہمارے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ پس اگر ہم اچھے اعمال دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور اگر برے عمل دیکھیں گے تو تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں گے۔

یہ حدیث ابن سعد نے حضرت بکر بن عبد اللہ سے مرسلاً روایت کی۔ [۳]

۱۷﴾ حضور نبی اکرم ﷺ کا درود شریف پڑھنے والوں کے درود کا سننا بھی مشاہدہ اعمال میں شامل ہے۔ امام طبرانی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ **قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملائکۃ لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان قلنا و بعد وفاتک؟ قال و بعد**

---

[۱] اسمٰعیل بن کثیر القرشی، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۹۹ [۲] علی المتقی امام کنز العمال المجلد الاول الجزء الاول کتاب الاذکار قسم الاقوال ص ۲۵۱ رقم ۲۱۹۲ دار الکتب العلمیہ بیروت

[۳] علی المتقی امام کنز العمال المجلد السادس الجزء الحادی عشر رقم ۳۱۹۰۰ ص ۱۸۳ دار الکتب العلمیہ بیروت

وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء و فی روایۃ (۱۰۰) اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملائکۃ و ان احدا لا یصلی علی الا عرضت علی صلاتہ حتیٰ یفرغ منھا قال قلت و بعد الموت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ بھی ہماری بارگاہ میں درود شریف پیش کرتا ہے اس کی آواز ہمیں پہنچتی ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہمارے وصال کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجسام کا کھانا حرام کردیا ہے۔ [۱]

۱۸﴾ امام علامہ سید محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دلائل الخیرات کی فصل فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ میں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ہم اپنے محبت والوں کا درود سنتے ہیں اور ہم انہیں پہچانتے ہیں دوسروں کا درود ہم پر پیش کیا جاتا ہے۔ [۲]

۱۹﴾ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

علماء امت کے مذاہب اور اختلافات کی کثرت کے باوجود کسی ایک شخص کا بھی اس مسئلے میں اختلاف نہیں ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ مجاز کے شائبہ اور تاویل کے بغیر حقیقی حیات کے ساتھ دائم وباقی اور اعمال امت پر حاضر وناظر ہیں۔ [۳]

۲۰﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا و الی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کو پیش فرمادیا تو میں اسے اور اس میں قیامت

---

[۱] ابن القیم جلاء الافہام ص ۱۲۶ دار ابن کثیر دمشق بیروت، ابن ماجہ رقم ۱۶۳۷ ص ۱۰۰، ۱۰۱ فی جلاء الافہام واللفظ عن ابی الدرداء
[۲] ص ۳۰ فیضان سنجری فاونڈیشن [۳] عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق مکتوبات بر حاشیہ اخبار الاخیار، ص ۱۵۵

تک ہونے والی چیزوں کو اس طرح دیکھتا ہوں۔ جس طرح میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ ۱؎

"فَاِنَّا اُنْظُرُ اِلَیْهَا" جملہ اسمیہ ہے، جس کی خبر فعل مضارع ہے۔ اور ایسا جملہ اسمیہ دوام تجددی پر دلالت کرتا ہے جیسے کہ علم معانی میں بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس جملے کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ دنیا اور اس میں قیامت تک ہونے والی چیزوں کو دوام تجددی کے ساتھ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ نظر کی یہ وسعت دنیا کی زندگی میں تھی تو عالم آخرت جو دنیا سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ اس میں نظر کی وسعت کا کیا عالم ہوگا؟

۲۱﴾ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ دنیا کی نسبت آخرت کی وسعت کا وہی حال ہے جو رحم مادر کی تاریکی کی نسبت دنیا کی وسعت کا حال ہے۔ ۲؎

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰـهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کو ظاہر ومنکشف فرمادیا کہ اس میں جو کچھ ہے۔ سب کا ہم نے احاطہ کرلیا۔

کَـاَنَّـمَـا اُنْظُرُ اِلٰی کَفِّی هٰذِهٖ یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ آپ نے حقیقۃً دیکھا اور اس احتمال کو دور کردیا کہ نظر سے مراد علم ہے۔ ۳؎

سوال: کنز العمال میں ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ ضعیف حدیث سے تو عمل سے متعلق احکام بھی ثابت نہیں کئے جاسکتے، حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ کیسے ثابت ہوگا؟

جواب: (۱) اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تین ائمہ محدثین نے روایت کیا ہے:

(۱) امام نعیم بن حماد متوفی ۲۲۸ھ (۲) امام طبرانی متوفی ۳۶۰ھ (۳) امام ابونعیم احمد بن عبداللہ متوفی ۴۳۰ھ کنز العمال میں صرف امام نعیم بن حماد کی روایت ذکر کرکے کہا گیا ہے کہ اس کی سند

۱؎ علی المتقی امام کنز العمال المجلد السادس الجزء الحادی عشر ص ۱۷۰ رقم ۳۱۸۰۷ و ص ۱۸۹ رقم ۳۱۹۶۸ بیروت

۲؎ محمد بن محمد غزالی، امام احیاء العلوم الدین ج ۴

۳؎ محمد بن عبدالباقی زرقانی، علامہ زرقانی علی المواہب ج ۷ ص ۲۳۴ الطبع القدیم

ضعیف ہے۔ باقی دوسندوں کے بارے میں ضعف کا حکم نہیں لگایا گیا۔[۱]

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کی ایک سند ضعیف ہے باقی دو سندیں ضعیف نہیں ہیں۔ حدیث ضعیف تعدد طرق سے قوت حاصل کر کے حسن لغیرہ بن جاتی ہے لہٰذا یہ حدیث مبارک ایک سند کے اعتبار سے بھی ضعیف نہ رہی بلکہ ترقی کر کے درجۂ حسن کو پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ مرقاۃ میں ہے **و تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن الخ**[۲]

جواب: (۲) اس حدیث کا ضعیف ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو ہمارے لئے مضر نہیں کیونکہ عقیدۂ حاضر وناظر تو بہت سی آیات واحادیث سے ثابت ہے پیش نظر حدیث ہمارے عقیدے کی بنیادی اور مرکزی دلیل نہیں بلکہ تائیدی اور توثیقی دلیل ہے۔

۲۲﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لما تجلی اللّٰہ عز و جل موسیٰ علیہ السلام کان یبصرُ النملة علیٰ الصفآء فی اللیلة الظلماء مسیرة عشرة فراسخ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی فرمائی تو وہ تاریک رات میں دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلے پر پتھر پر چلنے والی چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔[۳]

علامہ امام خفاجی اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں **و ھذا الحدیث رواہ الطبرانی فی مسندہ الصغیر و صححه** اس حدیث کو طبرانی نے اپنی مسند صغیر میں روایت فرمایا اور اس کو صحیح قرار دیا ہے **و لما کانت ھذہ القوۃ حصلت للکلیم بالتجلی فحصلت للنبی ﷺ بعد الاسراء مع ماراہ اظھر** جو جب حضرت کلیم کو یہ قوت حاصل ہوئی تو پھر معراج کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ دیکھا (اللہ کو) اس وجہ سے نبی کریم ﷺ کے لئے یہ قوت بطریق اولیٰ حاصل ہے۔[۴]

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے کوہ طور پر صفاتی تجلی ڈالی تھی اس کے

---

[۱] علی المتقی، علامہ کنز العمال المجلد السادس الجزء الحادی عشر ص ۱۷۰ رقم ۳۱۸۰۷ دار الکتب العلمیہ بیروت
[۲] مرقاۃ شرح مشکوۃ باب مالا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ فصل ثانی ص ۷۷ علمیہ بیروت [۳] شفاء شریف ۱/۶۹ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ لما تجلی اللہ لموسی کان یبصر دبیب شفاء ۱/۱۶۵، منثور ۳/۱۱۹ لما تجلی ربه کان یبصر دبیب النملة کثیر ۳/۴۷۰ (اطراف الحدیث ۶/۶۹۵) [۴] نسیم الریاض شرح شفاء ۱/۳۸۱ محمود آلوسی، علامہ سید، روح المعانی ج ۹ ص ۵۳

دیکھنے سے بینائی اس قدر تیز ہوگئی کہ تیس میل کے فاصلے پر رات کی تاریکی میں چلنے والی چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے ہمارے آقا و مولا ﷺ کو ذات باری تعالیٰ کے دیدار سے مشرف فرمایا گیا۔ آپ کے بارے میں ارشاد ہے۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی، آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (کنز الایمان پارہ نمبر ۲۷، سورہ نجم، آیت ۱۷) آپ کی نظر کی وسعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

اس رسالے میں اگر کہیں بھی کوئی اصلاح طلب مقام نظر آئے تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کو ہماری نجات کا سبب بنائے تاکہ ہماری دنیا و آخرت سنور جائے اور بزرگان دین علیہم الرحمہ کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض فرمائے اور اس کا ثواب اہل بیت عظام و جمیع مومنین و مومنات کو پہنچائے۔ آمین

آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَ اَکْمَلُ التَّسْلِیْمِ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جشن ولادت منانے پر بد دینوں کے سوال جواب

بریلوی حضرات سے کچھ سوالات درج ذیل ہیں۔

(۱) حضور ﷺ کی تاریخ پیدائش و وفات کیا ہے؟ اگر آپ تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول اور تاریخ پیدائش میں اختلاف بتلاتے ہیں جیسا کہ احمد رضا بریلوی نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش ۸ ربیع الاول اور تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول ہے تو صرف ۱۲ ربیع الاول ہی کو جشنِ ولادت کیوں مناتے ہیں؟

(۲) اگر یہ کہتے ہو کہ ۱۲ ربیع الاول کے اقوال راجح ہیں تو اپنے اعلیٰ حضرت کو جھوٹا تسلیم کرلو ورنہ ۱۲ ربیع الاول کو جشنِ ولادت منانا چھوڑ دو۔

(۳) جس چیز میں اختلاف ہے (یعنی تاریخ پیدائش رسول ﷺ) اسے تو اتنی عقیدت سے

مناتے ہیں جبکہ جس میں اختلاف نہیں (یعنی وفات رسول ﷺ) اسے ترک کیا ہوا ہے حالانکہ جس میں اختلاف ہوا سے بنسبت اس کے کہ جس میں اختلاف نہ ہو اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(۴) اگر مان بھی لیا جائے کہ رسول علیہ السلام کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات ایک ہی دن ہے تو بریلویوں سے سوال ہے کہ بتاؤ کہ کون سا بریلوی جس کے باپ یا ماں کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات ایک ہی دن ہو تو وہ خوشی منائے گا یا غمی یقیناً ہر ایک غم ہی منائے گا تو یہ کون سا انصاف ہے کہ اپنے باپ کے مشترکہ دن پر تو غمی منائے اور آپ علیہ السلام کی باری آئے تو خوشیاں منائے ایسے لوگوں کو تو توبہ کرنی چاہیے توبہ اور پھر دعویٰ کرتے ہیں عاشق رسول ہونے کا

(۵) وہ کون سی عید ہے کہ جس میں تم نے چندہ کیا ہو؟ جواب نفی میں نہیں دو گے تو ضرور یہ کہو گے کہ وہ عید میلاد النبی ہے جس میں ہم چندہ کرتے ہیں ایسے لوگوں کی عقلوں کو سلام کرنا چاہیے جو ۱۲ ربیع الاول کو عید کا دن کہتے ہیں اور عید سے بھی زیادہ اس دن انہیں خوشی ہوتی ہے بلکہ خوشیاں مناتے ہیں اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اسے اپنے لئے باعثِ فخر اور ثواب سمجھتے ہیں اگر چہ اس عید کا قرآن و حدیث میں کہیں ذکر نہیں اور یہ عید کسی بھی عاشق رسول (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے کبھی نہیں منائی۔

(۶) اگر کسی درجہ میں عید مان بھی لیا جائے تو عید کے دن تو روزہ رکھنا حرام ہے جو کہ احادیث سے ثابت ہے تو لگائے کوئی بریلوی فتویٰ کہ ۱۲ ربیع الاول کے دن کا بھی روزہ رکھنا حرام ہے کیوں کہ عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا اسی طرح عید کی تو فرض کی پانچ نمازوں کے علاوہ بھی نماز ہوتی ہے تو بتاؤ کہ تم کیوں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی طرح اپنی اپنی مساجد میں نماز نہیں کراتے؟

(۷) ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی جتنے اہتمام سے تم لوگ قافلوں میں اور دیگر تمہاری خرافات میں شریک ہوتے ہو اتنا کسی فرائض و واجبات کا اہتمام کرتے ہو یا کرواتے ہو حالانکہ یہ ریلی اور جلوس کوئی فرض و واجب کا درجہ نہیں رکھتے اگر رکھتے ہیں تو اپنی زبانوں کے تالے کھول کر دو فتویٰ؟

(۸) ربیع الاول میں سرکار کی آمد اور آقا کی آمد کے نعرے لگانے والوں سے یہ گذارش ہے کہ ہوش کے ناخن لو ورنہ اس نعرے سے تمہارے عقیدے پر ضرب پڑتی ہے کیونکہ تمہارے عقیدے کے مطابق نبی علیہ السلام تو حاضر ہیں تو حاضر کی آمد نہیں ہوتی کیونکہ وہ تو پہلے سے موجود ہے اس لئے بتاؤ کہ ہمارے نعرے غلط ہیں عقیدہ صحیح ورنہ عقیدہ غلط نعرہ صحیح ؟

باسمہٖ تعالیٰ

الجواب بعون الملک الوھاب استغفر الله العظیم: دیابنہ اور وہابیہ مکار و عیار اور نہایت دغاباز قوم ہے جس کے دین کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے بلکہ ان کے بقول خدا جھوٹا ہے چنانچہ تمہارے مولویوں نے اللہ رب العزت جل وعلا کے بارے میں لکھا اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (رسالہ یکروزی ص ۷، براہین قاطعہ ص ۶ دارالاشاعت کراچی) یونہی محمود الحسن نے ضمیمہ اخبار نظام الملک مراد آباد ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں لکھا کہ چوری شراب خوری جہل وظلم سے معارضہ کم معلوم ہوتا ہے۔ غلام دستگیر کے نزدیک خدائی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔ اور ان کے نزدیک نبی تمام ترعیوب میں ملوث ہے چنانچہ رشید احمد گنگوہی کی تصدیق کردہ خلیل احمد انبیٹھوی کی تصنیف براہین قاطعہ میں ہے شیطان وملک الموت کا علم حضور کے علم سے زیادہ ہے اور حضور کا علم شیطان وملک الموت کے علم سے کم ہے (براہین قاطعہ ص ۵۵، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) اور مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا حضور کا علمِ غیب زید، عمرو، بکر بلکہ ہر بچہ و مجنون بلکہ تمام حیوانوں کے برابر ہے (حفظ الایمان ص ۷ مکتبہ تھانوی، ص ۱۳ مطبوعہ قدیمی کراچی) حضور کے لئے علمِ غیب عطائی ماننا بھی باطل وخرافات ہے حضور کے علمِ غیب کا عقیدہ رکھنا کفر ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۲ اور ص ۹۷، مطبوعہ سعید کمپنی کراچی) اور نبی ﷺ نے اردو زبان مدرسہ دیوبند میں سیکھی۔ (براہین قاطعہ ص ۳۰ دارالاشاعت کراچی) تو اس قوم کا دین وایمان کیسا ہوگا اس سے خوب اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں جس کو اپنے نبی کے اندر ہر وقت نکتہ چینی اور عیب جوئی بہترین مشغلہ ہو تو ایسی قوم کا

یہی حال ہوگا۔ ہر سوال کا نمبروار جواب لو اور اپنا سر پیٹو اپنے پیشوا کی بھی خیر مناؤ۔ علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مکی سے میلاد کا ثبوت: (۱) لکھتے ہیں اور ہمارے علماء اس زمانہ میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابہ فتاویٰ دیدیتے ہیں علماء ظاہر کے لئے علم باطن بہت ضروری ہے بدون اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا۔ ہمارے علماء مولود شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے (شمائم امدادیہ ص ۹۳)۔ (۲) مزید لکھتے ہیں ''مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذّت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵ مطبوعہ دیوبند)۔ (۳) مزید لکھتے ہیں ''البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں (امداد المشتاق ص ۵۶)۔ (۴) غیر مقلد کے پیشوا نواب صدیق بھوپالی کا فتویٰ: جس کو حضرت کے میلاد کا حال سنکر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ (الشمامۃ العنبر یہ ص ۱۲)۔ (۵) غیر مقلدوں کے ہی مجدد اور شیخ الاسلام نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں ''اس میں کیا برائی ہے کہ اگر روز ذکر حضرت نہیں کرسکتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں التزام اس کا کرلیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت ودل وہدیٰ وولادت ووفات آنحضرت کا کیا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں'' (الشمامۃ العنبر یہ ص ۵)۔ (۶) دیوبندیوں کے حکیم الامۃ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب نشر الطیب کے ص ۷ مطبوعہ دیوبند میں نواب صدیق حسن بھوپالی کی کتاب الشمامۃ العنبر یہ کو مستند قرار دیا ہے لہٰذا بھوپالی صاحب اور تھانوی صاحب نے عید میلاد النبی ﷺ پر خوشی نہ کرنے والے پر کفر کا فتویٰ دیدیا اب خود اہلحدیث (غیر مقلد) اور دیوبندی حضرات اپنے باطل عقائد پر غور کریں۔ (۷) لکھتے ہیں ''نورِ احمدی حضرت شیث علیہ

السلام سے درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا حضرت نوح علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا تو ان کو طوفان سے محفوظ فرمایا پھر درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں جلوہ گر ہوا تو ان پر نار کو گلزار بنایا'' (نشر الطیب ص ۹)۔

﴿۲۱﴾ حضور اقدس ﷺ کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے مگر مشہور قول یہی ہے کہ واقعۂ فیل کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ولادت باسعادت ہے اہل مکہ کا بھی اسی پر عمل درآمد ہمیشہ سے رہا ہے کہ وہ لوگ بارہویں ربیع الاول ہی کو کاشانۂ نبوت کی زیارت کے لئے جاتے اور وہاں محفلِ میلاد شریف منعقد کرتے اگر تاب ہو تو محقق علی الاطلاق جن کی بدولت ہندو پاک میں حدیث کی روایت جاری ہوئی کی کتاب مدارج النبوۃ ص ۱۴ ج ۲ کو ملاحظہ کرو۔ اس میں تو سب کا اتفاق ہے کہ یوم ولادت دوشنبہ یعنی پیر کا دن ہے چنانچہ ہمارے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت قاطع بدعت محی السنۃ ماحی نجدیت جن کی شان ہے

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

فتاویٰ رضویہ ص ۲۵ ج ۱۲ میں علامہ ابن حجر اور مسلم شریف کی حدیث کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں بالاتفاق دوشنبہ صرح بہ العلامۃ ابن حجر فی افضل القریٰ سید عالم ﷺ پیر کے دن کو فرماتے ہیں ذلک یوم ولدت فیہ میں اسی دن میں پیدا ہوا ہوں رواہ مسلم عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ نیز نسیم الریاض میں تلقیح سے ہے اتفقوا علی انہ ولد یوم الاثنین فی شہر ربیع الاول غرض تاریخ پیدائش میں سات اقوال مختلفہ ہیں ۲، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۷، ۱۸، ۲۲ مگر اشہر واکثر وماخوذ ومعتبر بارہویں تاریخ ہے اور مکہ معظمہ میں اسی تاریخ کو مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں کما فی المواھب و المدارج اور خاص اسی مولد شریف میں اسی تاریخ میں مجلس میلاد مقدس ہوتی رہی علامہ قسطلانی اور فاضل زرقانی فرماتے ہیں المشہور انہ ﷺ ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول و ھو قول محمد

بن اسحاق امام المغازی وغیرہ ابھی عقل کے اندھوں کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ جب کسی بات میں اختلاف ہو تو جس کو ترجیح وتقویت حاصل ہوتی ہے اسی کو قابل عمل قرار دیا جاتا ہے نہ سمجھ میں آئے تو اپنے کواخور مولویوں کے فتاوی دیکھو اگر حلال جانور کھاتے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اس قدر بغض وعناد نہ ہوتا اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے حضور اقدس ﷺ کی تاریخ وفات کے سلسلے میں بھی یہ بات حتمی ویقینی ہے جس میں بالکل شک وشبہ اور نزاع کی گنجائش نہیں کہ وفات اقدس ماہ ربیع الاول بروز دوشنبہ (پیر) کو ہوئی فتح الباری شرح صحیح البخاری، مواہب اللدنیہ اور شرح زرقانی میں ہے **ثم ان وفاتہ ﷺ فی یوم الاثنین کما ثبت فی الصحیح عن انس و رواہ ابن سعد باسانیدہ عن عائشۃ و علی و سعد و عروۃ و ابن المسیب و ابن الشھاب وغیرھم** اور یہ بات بھی بلا شک وشبہ ثابت ہے کہ اس ربیع الاول سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اس کی پہلی تاریخ جمعرات کو تھی کیونکہ حجۃ الوداع شریف بلا شبہ جمعہ کو ہوا **کما فی احادیث الصحاح** اور جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ جمعہ کو تھی تو ۲۹ ذی الحجہ جمعرات کو ہوئی تو ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کسی صورت پیر کے دن نہیں ہوسکتی کہ اگر ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں ماہ ۳۰ ایام کے لئے جائیں تو یکم ربیع الاول بدھ کو ہوگی اور حضور اقدس ﷺ کی وفات پیر کے دن ہونا آفتاب نیمروز سے زیادہ تابناک ہو چکی ہے کہ اس حساب سے پیر کو ۶، ۱۳ ربیع النور ہوتی ہے اور تینوں مہینوں کو ۲۹ کا مانیں تو یکم ربیع الاول اتوار کو ہوتی ہے اس حساب سے پیر کو ۲، ۹ ربیع الاول ہوتی ہے اور اگر ان تینوں ماہ میں سے کسی ایک کو ۲۹ باقی دو کو ۳۰ کا مہینہ مانیں تو یکم ربیع النور منگل کو ہوگی اور پیر کو ۷، ۱۴ ربیع النور پڑے گی اور کسی ایک ماہ کو ۳۰ کا باقی دو کو ۲۹ کا مانیں تو پہلی پیر کو ہوگی پھر پیر کو ۸ ویں اور ۱۵ ویں ہوگی غرض کسی حساب سے پیر کو بارہویں ربیع الاول نہیں ہوتی اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں بنتی۔

﴿۳﴾ الحمد للہ ہم اہل سنت بارہ ماہ سرکار ﷺ کا میلاد مناتے ہیں کیونکہ جانِ ایمان یہی ذات ہے اگر میلاد نہ منانے کی بدنصیبی و بدقسمتی ہے تو وہابیہ اور دیابنہ کے حصہ میں ہے واضح

رہے کہ میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور ایک عالم دین حضور پرنور سید المرسلین ﷺ کی ولادت مبارک اور معجزات اور آپ کی سیرت مبارکہ کے روایات صحیحہ سے مختلف پہلو بیان کرتا ہے جبکہ دیابنہ اور وہابیہ کا ہر وقت نبی (غیب کی خبر دینے والے) کی تنقیص اور عیب جوئی مشغلہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اختلاف روایت سے جو بھی تاریخ ولادت پاک ہے ان میں سے کسی تاریخ میں دیابنہ اور وہابیہ کیوں نہیں جشنِ ولادت مناتے ؟اس کا جواب تم پر دینا لازم ہے۔ ہم واضح کر چکے ہیں کہ سرکار ﷺ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع النور ہے اور وفات بارہ ربیع النور ہرگز ہرگز نہیں اگر اس کے خلاف ہے تو کتب معتبرہ اقوال راجحہ سے ثابت کرو **فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس و الحجارة اعدت للكفرين** (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۴) یعنی اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لئے

﴿۴﴾ اگر امت کے کسی مقرب بندے کی تاریخ ولادت و وفات ایک ہی ہو تو بھی ہم جشن مناتے ہیں کیونکہ وہ اس بندے کی اپنے پروردگار سے وصال کی تاریخ و گھڑی ہے کوئی دیو کا بندہ نہیں کہ جہنم رسید ہوا کیونکہ رب سے وصال میں خوشی ہے تو ہم خوشی مناتے ہیں اور وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا۔ تو وہ کیا خوشی منائے گا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا حکم ہے کہ موت میں غمی صرف تین دن منانے کی اجازت ہے تمہیں تو شریعت کا مسئلہ بھی نہیں معلوم کہ غمی خوشی کب اور کب تک منانے کی اجازت ہے؟ لو سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان عالی شان بھی سن لو **عن ابی سعيد الخدری امرنا ان لا نحد على ميت فوق ثلث الا لزوج** (بخاری ص ۸۰۲ ج ۲) یعنی ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم کسی میت پر تین دن سے زیادہ غم نہ منائیں مگر شوہر پر (اس کی زوجہ کے لئے کہ وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے شریعت کی حدود میں رہ کر)

﴿۵﴾ عید، بقر عید سے زیادہ خوشی ہم کیوں نہ منائیں کہ ساری عیدیں تو انہی کے

صدقے میں ملی ہیں کیا تمہیں نہیں معلوم کہ سرکار دو عالم ﷺ باعث تخلیق کائنات ہیں۔ قرآن و حدیث میں تمہیں کتنی عیدیں دیکھنی ہیں لو دیکھو غیظ و غضب کی آگ میں جل جاؤ اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے تو حضور کی محبت دل میں پیدا کر کے دیکھو تو تمہارا پارۂ غضب ٹھنڈا ہو سکتا ہے اللّٰھم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیداً لاولنا و اخرنا و اٰیة منک و ارزقنا و انت خیر الرازقین (سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۱۴) یعنی اے اللہ! اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو اور ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ مؤطا امام مالک و ابن ماجہ میں ہے قال رسول اللہ ﷺ ان ھذا یوم عید جعلہ اللہ للمسلمین فمن جاء الی الجمعة فلیغتسل و ان کان طیب فلیمس منہ و علیکم بالسواک (ابن ماجہ باب ماجاء فی الزینة ص ۷۸) یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آج کا یہ دن عید ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے لئے بنایا ہے پس جو جمعہ کے لیے آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ غسل کرے اور اگر خوشبو ہو تو اسے لگائے اور تم پر مسواک لازم ہے۔ ترمذی میں ہے عن ابن عباس انہ قرء الیوم اکملت لکم دینکم الاٰیة و عندہ یھودی فقال لو نزلت ھذہ الاٰیة علینا لاتخذنا ھا عیداً فقال ابن عباس فانھا نزلت فی یوم عیدین فی یوم جمعة و یوم عرفة رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث حسن غریب (مشکوٰۃ ص ۱۲۱، ترمذی ص ۱۳۴ ج ۲) یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے الیوم اکملت لکم دینکم والی آیت تلاوت کی اس حال میں کہ آپ کے پاس ایک یہودی تھا وہ بولا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ضرور ہم اس دن کو عید بنا لیتے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن میں اتری یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن اس کو ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ آیت مذکورہ بالا میں اس دن کو بھی عید فرمایا گیا جس دن خوان اترا تو وہ دن صرف ان لوگوں ہی کے لئے عید نہیں جن پر اترا بلکہ

اگلے پچھلوں کے لئے عید قرار دیا گیا جس دن خوان اترا اس دن کے عید ہونے میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں کیونکہ اب وہی یہود تمہارے محسن وکرم فرما ہیں البتہ جس دن ساری کائنات کے آقا تشریف لائے اسے عید اور خوشی کا دن کہا جائے تو تمہیں جلن اور تکلیف ہوتی ہے یہ ایک عید قرآن کریم سے ثابت ہوئی جو قیامت تک کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے اس کے علاوہ مذکورہ بالا حدیثوں میں مزید دو عیدوں کا منہ بولتا ثبوت تمہارے منہ میں پتھر پڑ جانے کے لئے اتنا کافی ہے لیکن بخاری میں حدیث شریف ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت بے حیاء و بے شرم ہو جا اور جو جی میں آئے کر۔ اور تاب ہو تو علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۵۰ھ کا فرمان بھی سن لو فرماتے ہیں فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارکۃ اعیاداً اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر جس نے آپ ﷺ کے میلاد مبارک کے مہینے کی تمام راتوں کو عیدیں بنایا۔ ارے دیابنہ اور وہابیہ کو تو ایک دن رات کو عید منانے پر موت آرہی ہے یہاں تو پورے ماہ ربیع النور شریف کی راتوں کو عید بنا دیا گیا۔

﴿۶﴾ اب رہا تمہارا یہ سوال کہ عید کو روزہ رکھنا حرام ہے یہ حدیث میں کہیں نہیں آیا کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے البتہ حدیث پاک میں یہ ضرور آیا ہے کہ نھی رسول اللہ ﷺ عن صوم یوم الفطر و النحر (بخاری شریف ص۲۶۷ ج۱، مسلم شریف ص۳۶۰ ج۱، مشکوٰۃ شریف ص۱۷۹/ قدیمی کتب خانہ) و قال رسول اللہ ﷺ ایام تشریق ایام اکل و شرب و ذکر اللہ (مسلم شریف ص۳۶۰ ج۱، مشکوٰۃ شریف ص۱۷۹/ قدیمی کتب خانہ) یعنی فطر اور نحر کے دن روزہ رکھنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا اور فرمایا ایام تشریق کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں اور جمعہ کے متعلق ارشاد فرمایا لا یصوم احدکم یوم الجمعۃ الا ان یصوم قبلہ او یصوم بعد (بخاری شریف ص۲۶۶ ج۱، مسلم شریف ص۳۶۰ ج۱، مشکوٰۃ شریف ص۱۷۹/ قدیمی کتب خانہ) یعنی صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو بلکہ جمعہ اور اس کے پہلے یا بعد بھی ملا کر رکھو البتہ مستدرک حاکم میں جمعہ کو عید قرار دے کر اس کا روزہ

رکھنے سے منع فرمایا لیکن آگے یا پیچھے ایک روزہ ساتھ ملا کر رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تم مطلقاً عید کا روزہ رکھنے کو حرام کرتے ہو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر کھلا افتراء ہے اور تمہارا مفتری ہونا تمہارے دین کی بنیاد رکھنے کے دن سے واضح ہے دھوکہ، فریب اور طرح طرح کے مغالطے دینا تمہارا شیوہ رہا ہے لو سنو ساری کائنات کے آقا و مولیٰ ﷺ خود اپنی عید میلاد کو روزہ رکھنے کا حکم فرماتے ہیں عن ابی قتادة قال سئل رسول ﷺ عن صوم الاثنین فقال فیه ولدت و فیه انزل علی (مسلم شریف ص ۳۶۸ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۷۹/ قدیمی کتب خانہ) البتہ اس عید میلاد النبی ﷺ سے تم کو تکلیف ہوتی ہے کہ ابلیس لعین کو اور اس کے تمام چیلوں اور ساتھیوں کو ہوئی تھی۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

حضرت علامہ فہامہ شیخ عبد الرحمٰن صفوری شافعی علیہ رحمۃ القوی نزھۃ المجالس میں تحریر فرماتے ہیں جس شب سرکار دو عالم ﷺ حمل میں تشریف لائے ابلیس نے جبل ابو قیس پر چڑھ کر ایک چیخ ماری تمام شیطان اس کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے اے ابلیس! آج تجھے کیا تکلیف پہنچی اور یہ گھبراہٹ کیسی ہے؟ کہنے لگا آج شب حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اقدس میں جلوہ گر ہو گئے ہیں دنیا میں تشریف لا کر ادیان باطلہ کو ختم کر دیں گے اور بتوں کو توڑ دیں گے (نزھۃ المجالس ص ۸۲ ج ۲) معلوم ہوا سب سے زیادہ تکلیف حضور ﷺ کے حمل شریف میں آنے سے شیطان کو ہوئی تو جب دنیا میں تشریف لائے تو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی اب بھی اسی کو اور اس کے پیروکاروں ہی کو تکلیف ہے حدیث بالا نے واضح کر دیا کہ روزہ صرف پانچ دنوں میں منع ہے اور عید میلاد النبی ﷺ کا روزہ رکھنا خود سرکار نے فرمایا کہ اس دن میں روزہ رکھو کہ یہ میری ولادت اور مجھ پر قرآن مجید کے نازل ہونے کا دن ہے جمعہ بھی عید ہے لیکن اس کی علیحدہ سے نماز فرض نہیں بلکہ ظہر کی جگہ پر ہی چار کے بجائے دو فرض ہیں اور ظہر سے زائد مؤکد ہے۔

﴿۷﴾ نماز اور ہر قسم کے فرائض وواجبات کا چرچا کیوں نہیں ہوتا کیا اذانیں دے کر لوگوں کو نمازوں کے لئے نہیں بلایا جاتا؟ کیا ہمارے یہاں تثویب کے ذریعہ مزید تاکید کرکے دوبارہ دعوتِ نماز کا اہتمام نہیں ہوتا؟ اب اگر کوئی فرائض وواجبات کی طرف نہ آئے اور مستحبات میں شریک ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ تمام اہلسنت مستحبات کو ترک کر دیں کیا کسی نے برس ہا برس نمازیں نہیں پڑھیں اور حج کو جا رہا ہو تو اس کو حج کرنے سے روک دیا جائے کہ پہلے ساری نمازیں پڑھ پھر حج کو جا کوئی شرعی مسئلہ ہے؟ البتہ اسے پڑھنے کی تاکید کی جائے گی کہ پڑھنا شروع بھی کر دے اور سچے دل سے ترکِ نماز کی توبہ بھی کرے اسی طرح ایسے لوگوں کو جو نوافل ومستحبات میں زور دیتے ہیں ان کو تاکید کرتے ہیں کہ پہلے اپنے ذمہ سے فرائض اتارو پھر مستحبات پڑھو لیکن کیا صاحبِ ترتیب ہوں اور تمام فرائض وواجبات ادا کرنے والوں کو بھی نوافل ومستحبات کے کرنے پر پابندی عائد کریں گے؟

نہ طاعت پر نہ تقویٰ پر نہ زہد و اتقاء پر ہے ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہے

﴿۸﴾ ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ حاضر وناظر ہیں لیکن ہم یہ ہرگز نہیں کہتے ہیں کہ ہر وقت اور ہر جگہ حاضر وناظر ہیں۔ التحیات میں ہم السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہیں جو واجب ہے تو اس میں انشاء ہی مراد ہے خبر نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج آپ پر سلام بھیجا تو اس کو حکایت کے طور پر نہ پڑھیں بلکہ انشاء ہی مراد لیا جائے گا کما فی کل فتاوی اور شامی وغیرہ میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے ان شئتم فارجعوا الیھا کیا تمہارے اسٹیج پر موجودہ علماء کا نعرہ استقبال نہیں ہوتا تو کیا وہ اسٹیج پر ابھی پیدا ہو رہے ہیں؟ سرکار دو عالم ﷺ کی آمد کا چرچا کرنا سال کے کسی دن میں کسی بھی معتبر کتاب میں منع نہیں ہے لہٰذا سرکار کی آمد مرحبا جیسے نعرے لگانا بالکل درست ہے۔

عطاء المصطفیٰ اعظمی

امجدی دار الافتاء دار العلوم صادق الاسلام ۴۸۳/۱۰ الیاقت آباد کراچی

۲۱ ربیع النور شریف ۱۴۲۹ھ، یکم اپریل ۲۰۰۸ء

پیر طریقت رہبر شریعت نبیرہ و صدر الشریعہ

حضرت علامہ مولانا مفتی

عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی

کی درسی اور ایمان افروز

تصانیف

- ضیاء النحو
- ضیائے اصول حدیث
- ترجمہ مشکوٰۃ
- ترجمہ منیۃ المصلی
- پرائز بانڈ پر انعام جائز
- فضائل دُعاء و مسنون دُعائیں
- فضائل شعبان و اعمال
- فضائل و مسائل رمضان المبارک
- ترجمہ لقط المرجان فی احکام الجان
- برتھ کنٹرول کی شرعی حیثیت
- سود کی مذمت اور اس کا خاتمہ
- عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت
- ضیاء الصرف
- ضیائے فارسی
- بہار نحو
- ترجمہ صرف میر
- مسئلہ کف ثوب
- حسن قرأت
- حج و عمرہ ایک نظر
- نماز کا طریقہ
- مسائل زکوٰۃ
- سفینہ نجات
- حرمت مصاہرت
- بہار اعتکاف
- تذکرہ رئیس التحریر
- ترجمہ دلائل الخیرات شریف
- ضیاء العارفین ترجمہ منہاج العابدین الی جنۃ رب العالمین
- سوانح حیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور معمولات اہلسنت
- سلام کے آداب کا بیان